تحفۃ المناظر

مبادیات مناظرہ، اصول حدیث، عقائد، تقلید، رفع یدین، قرأت خلف الامام
بیس تراویح، آمین بالجہر، طلاق ثلاثہ، صفات باری تعالیٰ، حاضر و ناظر،
علم غیب، نور بشر اور عید میلاد النبی پر مکمل و مدلل سیر حاصل بحث

مناظر اسلام وکیل احناف
حضرت مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل صاحب
استاذ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

ترتیب و تخریج
مفتی ضیاء الرحمان ذاکر
سابق استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی

مکتبہ عمر فاروق

عنوانات	صفحہ نمبر
مبہم دعوٰی قابل قبول نہیں	۱۸۵
جواب دعوٰی	۱۸۶
ترک رفع و عدمِ رفع میں فرق	۱۸۶
احادیث رفع و ترک دونوں پر دال ہیں	۱۸۷
عدمِ رفع کا دعوٰی درست نہیں	۱۸۷
محدثین بھی ترک رفع کے قائل ہیں	۱۸۷
ترک کے عنوانات نسخ پر دال ہیں	۱۸۸
حکمِ رفع یدین	۱۸۸
رفع و ترک رفع، اختلاف مباح ہے	۱۸۹
ترک رفع تواتر عملی سے ثابت ہے	۱۹۱
حنفیہ کے دلائل	۱۹۶
پہلی دلیل: حدیث مسئی فی الصلوة	۱۹۶
دوسری دلیل: مالی اراکم رافعی أیدیکم	۱۹۸
تیسری دلیل: رفع یدیہ أول مرّة ثم لم یعد	۲۰۰
حضرت عبداللہ بن مسعود و ابن عمر کا اختلاف ہو تو ابن مسعود کا قول معتبر ہے	۲۰۱
مشکوٰۃ کی عبارت سے اعتراض	۲۰۲
مذکورہ حدیث مرفوع ہے	۲۰۲
چوتھی دلیل: حدیث براء بن عازب	۲۰۲
غیر مقلدین کا دعوٰی، ترک رفع مسامحات ابن مسعود ہے	۲۰۴
عدمِ ثبوت عدمِ صحت کو مستلزم نہیں	۲۰۴
نفی صحت ضعف کو مستلزم نہیں	۲۰۵
پانچویں دلیل	۲۰۶
چھٹی دلیل	۲۰۶

عنوانات	صفحہ نمبر
ساتویں دلیل	۲۰۷
آٹھویں دلیل	۲۰۷
نویں دلیل	۲۰۸
دسویں دلیل	۲۰۹
قائلین رفع کے دلائل	۲۱۱
المثبت مقدم علی النفی کی توضیح	۲۱۱
دوسری وتیسری دلیل	۲۱۳
چوتھی دلیل	۲۱۷
دوامِ رفع پر غیر مقلدین کے دلائل	۲۱۸
لفظ "کان" سے دوام پر استدلال	۲۲۰
لفظ "إذا" سے دوام پر استدلال	۲۲۱
رفع الیدین بین السجدتین کا ثبوت	۲۲۲
الاثبات مقدم علی النفی کی وضاحت	۲۲۳
ترجیح احادیث صحیحین	۲۲۵
وجوہات ترجیح	۲۲۶
قراءت خلف الامام	۲۲۹
مدعی کون ہے؟	۲۳۱
تعیین دعویٰ	۲۳۱
جواب دعویٰ:	۲۳۳
وضاحت مسئلہ	۲۳۳
مذہب قراءت خلف الامام	۲۳۶
ـری نمازوں میں قراءت امام محمدؒ سے منقول نہیں	۲۳۶
غیر مقلدین کا مذہب	۲۳۷

مسئلہ رفعِ یدین

مسئلہ رفع یدین

تمہید

اس مسئلے میں غیر مقلدین مدعی اور ہم مدعی علیہ اور نافی ہیں، کیونکہ مدعی کی تعریف: "من إذا ترك تُرك".
ان پر صادق آتی ہے، اگر وہ اپنے دعویٰ "رفع یدین عندالرکوع وعندرفع الرأس من الرکوع" سے
تو ان سے مناظرہ نہیں کیا جائے گا۔
"المدعی الذی یثبت أمرًا زائدًا" کے پیش نظر بھی غیر مقلدین مدعی ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع
ہم بھی قائل ہیں اور وہ بھی، اس میں اتفاق ہے لیکن غیر مقلدین اس پر ایک امر زائد (رفع یدین
وعند رفع الرأس من الرکوع) کو ثابت کرتے ہیں، لہٰذا وہ مدعی اور ہم مدعی علیہ ہیں۔

غیر مقلدین مدعی ہیں، اس لئے وہ دعویٰ لکھیں گے، اگر وہ آپ سے کہیں کہ رفع الیدین کے سلسلے میں
آپ لکھیں تو ہرگز دعویٰ نہیں لکھنا، دعویٰ غیر مقلدین لکھیں گے اور ان کے دعویٰ کو دیکھ کر آپ جواب دعویٰ
اس لئے کہ مناظرہ کہتے ہیں: "توجه المتخاصمین فی النسبة بین الشیئین". جواب دعویٰ لکھتے
خوب غور و فکر سے کام لینا ہوگا کیونکہ بعد میں ایک ایک لفظ کو دلائل سے ثابت کرنا ہوگا۔

قابل قبول نہیں

غیر مقلدین مبہم دعویٰ لکھتے ہیں کہ "رفع الیدین نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے قبل الرکوع
بعد الرکوع ثابت ہے"۔ لیکن آپ اس پر اکتفاء نہ کریں اور نہ ہی اس پر مناظرہ کریں، اس لئے کہ

ثبوت الشئی اور وجوب الشئی میں فرق ہے۔ ہر ثابت شدہ سنت یا واجب ہو یہ غلط ہے۔ ثبت بوله قائماً ولم يثبت كونه سنة أو واجباً. کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ثابت ہے لیکن کوئی اسے واجب یا سنت نہیں کہتا۔ غیر مقلدین کے ساتھ مناظرہ ان احکام شرعیہ (فرض، واجب، سنت وغیرہ) میں ہے نفس ثبوت میں نہیں۔ لأن الثبوت لا يستلزم كون الشئ واجباً أو سنة. اگر کوئی چیز ثابت ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ واجب یا سنت بھی ہو، لہذا آپ ان سے مطالبہ کریں کہ وہ دعویٰ میں رفع الیدین کا حکم شرعی متعین کریں۔

جواب دعویٰ

اگر غیر مقلدین لکھ کر دیں کہ رفع الیدین سنت یا واجب ہے تو آپ کو جواب دعویٰ لکھنا ہوگا اور ہمارا جواب دعویٰ یہ ہوگا "رفع الیدین غیر اولیٰ ہے"۔

تنبیہ: ہم عدم رفع الیدین کے قائل نہیں بلکہ ترک رفع الیدین کے قائل ہیں، اگر ہمارے اکابر میں سے کسی نے اس کو عدم لکھا تو وہ عدم بمعنی عدم اصلی نہیں بلکہ عدم بمعنی ترک ہے۔

ترک رفع وعدم رفع میں فرق

ترک کہتے ہیں ایک چیز تسلسل سے چل رہی ہو پھر اسے موقوف کر دیا جائے اور عدم کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ سرے سے اس کا وجود ہی نہیں۔ عدم رفع الیدین کا مطلب یہ ہوگا کہ رفع الیدین نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہی نہیں۔ حالانکہ رفع الیدین نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تواتراً ثابت ہے، جیسا کہ علامہ بنوری رحمہ اللہ نے "معارف السنن" میں لکھا ہے: "إن الرفع متواتر إسناداً وعملاً، ولا يشك فيه"(۱). "اس میں شک نہیں کہ رفع یدین سنداً وعملاً تواتر سے ثابت ہے"۔

اور ترک کہتے ہیں ایک چیز تسلسل سے چل رہی ہو پھر اسے موقوف کر دیا جائے، جیسا کہ قرآن میں ہے: ﴿قالوا يشعيب أصلوتك تأمرك أن نترك مايعبد آباؤنا﴾ [هود:۸۷].

"قوم شعیب نے کہا کہ اے شعیب! کیا تمہاری نماز تمہیں اس بات کا حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے آباء واجداد کے جاری سلسلے کو موقوف کر دیں"؟

﴿وما نحن بتاركي آلهتنا عن قولك﴾ [هود:۵۳]. معنی یہ ہے کہ ہم اپنے معبودوں کی ...

---

(۱) (معارف السنن: ۲/۴۵۹، سعید).

تے ہیں اور ہمارا یہ سلسلہ چلتا رہے گا، اب یہ موقوف نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا آپ کو ترک لکھنا ہوگا اور اس پر لغت سے چند حوالہ پیش کرتا ہوں گے۔

حدیث رفع وترک رفع دونوں پر دال ہیں

ہم بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ رفع الیدین کے ثبوت پر احادیث موجود ہیں اور غیر مقلدین بھی (بادل نخواستہ) یہ مانتے ہیں کہ ترک رفع الیدین پر بھی احادیث موجود ہیں۔ ان کو ہمارے دعویٰ سے انکار نہیں اور نہ ہی ہم ان کے دعویٰ کے منکر ہیں۔ اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ رفع یدین مقدم اور ترک رفع مؤخر ہے تو حنفیہ کا مدعا ثابت ہو جائے گا اور اگر وہ اس بات کو ثابت کر دیں کہ عدم رفع پہلے اور رفع یدین بعد میں ہوا تو وہ غالب اور ہم مغلوب قرار پائیں گے۔

عدم رفع کا دعویٰ درست نہیں

اگر آپ نے عدم رفع یدین کا دعویٰ کیا تو وہ کہیں گے کہ "عدم الشئ مقدم علی وجوده" شئے پہلے معدوم ہوتی ہے پھر بعد میں وجود میں آتی ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿هل أتى على الإنسان حين من الدهر لم يكن شيئاً مذكوراً﴾ [الدهر: ۱]، انسان پہلے نہیں تھا بعد میں وجود میں آیا، اسی طرح پہلے رفع یدین نہیں تھا بعد میں ایک وجودی چیز بن گیا، لہٰذا رفع الیدین مؤخر اور ناسخ ہے اور عمل ناسخ پر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا عدم رفع الیدین کا دعویٰ ہرگز نہیں کرنا بلکہ ترک رفع الیدین کا دعویٰ کرنا ہے۔

محدثین بھی ترک رفع کے قائل ہیں

امام نسائی نے اس کو واضح طور پر لکھا ہے کہ پہلے "رفع الیدین" کا باب ذکر کیا اور بعد میں "ترک رفع یدین" کا باب (باب ترك ذلك) قائم کیا(۱)۔ امام ابوداؤد کا انداز بھی اسی طرح ہے پہلے "باب رفع اليدين" ذکر کیا(۲)۔ اور پھر باب من لم يذكر الرفع کو ذکر کیا(۳)۔ اگرچہ لفظ ترک نہیں لیکن پھر بھی معلوم ہوا کہ رفع یدین مقدم اور ترک رفع کو مؤخر سمجھتے ہیں۔

---

(۱) سنن نسائی، کتاب الصلوة: ۱/۱۵۸، قدیمی۔

(۲) سنن أبي داؤد، کتاب الصلوة: ۱/۱۱۱، امدادیہ۔

(۳) سنن أبي داؤد، کتاب الصلوة: ۱/۱۱۶، امدادیہ۔

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ترک رفع الیدین کی احادیث میں کلام ہے۔ احادیث میں کلام کے متعلق بحث تو مفصلاً آئے گی لیکن آپ محدثین کے انداز اور طریقے کو تو ملاحظہ فرمائیں، کس انداز میں استنباط کیا ہے۔

''ترک'' کے عنوانات نسخ پر دال ہیں

علامہ نووی نے قاعدہ لکھا اور مصنفین کے صنیع کے بارے میں کہا کہ مصنفین جو "ترك ذلك" جیسے عنوانات قائم کرتے ہیں یہ عنوانات نسخ پر دلالت کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ امام نسائی اور امام ابوداؤد رفع الیدین کو منسوخ سمجھتے ہیں۔

حکم رفع الیدین

ہم رفع الیدین قبل الرکوع وبعد رفع الراس من الرکوع کو غیر اولیٰ سمجھتے ہیں: "قال أبو حنيفة وأصحابه وجماعة من أهل الكوفة: لايستحب في غير تكبيرة الإحرام، وهو أشهر الروايات عن مالك، وأجمعوا على أنه لايجب شيء من الرفع"(۱).

''امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب، اہل کوفہ کی ایک بڑی جماعت کا مذہب یہ ہے کہ رفع یدین سوائے تکبیر تحریمہ کے مستحب نہیں، امام مالک کی مشہور روایت بھی یہی ہے اور اس پر اجماع ہے کہ رفع یدین واجب نہیں''۔

جب رفع الیدین عند تکبیر تحریمہ مستحب ہے تو پھر بعد والوں کو سنت یا واجب کیسے مانیں؟ اگر آپ رفع یدین کو صرف اولیٰ قرار دیں تو پھر اولیٰ وغیر اولیٰ پر مناظرہ نہیں ہونا چاہیے کہ مسلمان کی شان کے خلاف ہے کہ وہ اولویت وغیر اولویت میں مناظرہ کرے۔

اگر آپ اسے سنت مؤکدہ سمجھتے ہیں تو سنت مؤکدہ کی تعریف آپ کے ہاں "ما واظب عليه النبي صلى الله عليه وسلم" "جس پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مواظبت فرمائی ہو" سے کی جاتی ہے جب کہ ہم اس کی تعریف "ما واظب عليه النبي صلى الله عليه وسلم أو الخلفاء الراشدون" ''جس پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا خلفاء راشدین نے مواظبت کی ہو'' سے کرتے ہیں۔ تو آپ کو رفع یدین پر مواظبت نبوی دکھانی ہوگی۔

اگر اسے واجب قرار دیں تو ان کے ہاں واجب اور فرض میں فرق نہیں گویا کہ یہ فرض ہے، پھر ان سے پوچھ

---

(۱) (شرح مسلم للنووی، کتاب الصلوة، باب استحباب رفع اليدين: ۱/۱٦۸).

ہوئے گا کہ ترک رفع الیدین کی صورت میں نماز ناقص ہوگی یا کامل؟ اگر کامل ہے تو یہ کیسا واجب ہے جسے ہر رکعت میں دومرتبہ ترک کیا جائے پھر بھی نماز کامل۔ اگر نماز ناقص ہے تو اس کے جبیرے کی کیا صورت ہے؟ سجدہ سہو لازم آئے گا یا نہیں؟

رفع وترک رفع اختلاف مباح ہے

رفع الیدین میں غیر مقلدین کا مذھب سب سے نرالا ہے، کیوں کہ ائمہ ومحققین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اختلاف (رفع وترک رفع) اختلاف مباح ہے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وهذا من الاختلاف المباح الذي لا يعنف فيه من فعله ولا من تركه، وهذا كرفع اليدين في الصلوة و تركه" (۱)۔

"یہ ایسا مباح اختلاف ہے جس میں کرنے یا چھوڑنے والے پر سختی نہیں کی جاسکتی، یہ اس طرح ہے جیسے نماز میں رفع یدین کا اختلاف ہے (کہ یہ بھی اختلاف مباح ہے)"۔

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "فلما صح أنه عليه السلام كان يرفع في كل خفض ورفع بعد تكبيرة الإحرام، ولا يرفع، كان كل ذلك مباحاً لا فرضاً، وكان لنا أن نصلي كذلك، فإن رفعنا صلينا كما كان صلى رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم، وإن لم نرفع فقد صلينا كما كان عليه الصلاة والسلام يصلي" (۲)۔

"تکبیر تحریمہ کے بعد ہر تکبیر میں رفع یدین وترک رفع یدین دونوں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہیں تو ان کی حیثیت مباح کی ہے فرض کی نہیں، اگر ہم رفع یدین کریں تب بھی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کی طرح نماز پڑھی، اگر رفع یدین نہ کریں تب بھی ہماری یہ بات درست ہوگی کہ ہم نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کی طرح نماز پڑھی"۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "إن الرفع المتنازع فيه ليس من نواقض الصلوة، بل يجوز أن يصلي بلا رفع، وإذا رفع كان أفضل وأحسن"۔

---

(۱) زاد المعاد، فصل في خشوعه: ۱/۲۷۵، مؤسسة الرسالة).

(۲) المحلی لابن حزم، کتاب الصلوة، مسألة: ۳۵۹، ۲/۲۶۵، دار الکتب العلمیة، بیروت).

"رفع یدین کرنے نہ کرنے کا نماز کے بطلان سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ بغیر رفع یدین کے بھی نماز جائز ہے۔البتہ اگر رفع یدین کرے تو یہ بہتر وپسندیدہ عمل ہے"(۱)۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:"إن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال: "إنما جعل الإمام لیؤتم بہ" وسواء رفع یدیہ أولم یرفع یدیہ لایقدح ذلك فی صلاتھم ولا یبطلھا، لاعند أبی حنیفة ولا الشافعی ولامالك ولاأحمد، ولورفع الإمام دون المأموم أو المأموم دون الإمام لم یقدح ذلك فی صلاة واحد منھما، ولو رفع الرجل فی بعض الأوقات دون بعض لم یقدح ذلك فی صلاته"(۲).

"نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:"امام اس لئے ہوتا ہے کہ اس کی متابعت کی جائے، امام خواہ رفع یدین کرے یا نہ کرے اس سے مقتدیوں کی نماز نہ باطل ہوگی اور نہ ہی اس پر کچھ اثر پڑے گا، ائمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے، اگر امام رفع یدین کرے مقتدی نہ کریں یا مقتدی رفع یدین کریں امام نہ کرے تو اس سے بھی کسی کی نماز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، اسی طرح اگر کوئی شخص کبھی رفع یدین کرے کبھی نہ کرے تو اس سے نماز پر کچھ اثر نہیں ہوگا"۔

علامہ ابن حزم، علامہ ابن تیمیہ اور علامہ ابن قیم بھی رفع یدین کو مباح قرار دے رہے ہیں۔لہذا غیر مقلدین کا اسے واجب یا سنت قرار دینا کیسے درست ہوسکتا ہے؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:"وھو [أی رفع الیدین] من الھیئات فعله النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم مرةً وترکه مرةً، والکل سنة [أی ثابت بالسنة] وأخذ بکل واحد جماعة من الصحابة والتابعین ومن بعدھم، وھذا أحد المواضع التی اختلف فیه الفریقان أھل المدینة والکوفة ولکل واحد أصلٌ أصیلٌ، والحق عندی فی مثل ذلك أن الکل سنةٌ، ونظیره الوتر برکعة واحدة وبثلاث، والذی یرفع أحب إلی ممن لایرفع؛ فإن أحادیث الرفع أکثر وأثبت، غیر أنه لا ینبغی لانسان فی مثل ھذہ الصورة أن یثیر علی نفسه فتنة عوام بلده"(۳).

(۱) (مجموعة الفتاوی: ۲۲/۱۵۰، مکتبة العبیکان).

(۲) (مجموعة الفتاوی: ۲۲/۱۵۳، مکتبة العبیکان).

(۳) (حجة اللہ البالغة، رفع الیدین عند الرکوع: ۲/۲۴، قدیمی).

’’رفع یدین کا تعلق ان ہیئتوں سے ہے جنہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کیا اور کبھی چھوڑا ہے، دونوں ہی سنت ہیں، صحابہ، تابعین اور بعد والوں نے دونوں میں سے کسی ایک کو لیا ہے۔ یہ بھی ان مواضع میں سے ہے جس میں اہل مدینہ واہل کوفہ کا اختلاف ہے اور دونوں کے پاس با قاعدہ اصل موجود ہے، ایسے امور میں میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ سب سنت ہیں، اس کی نظیر وتر ہے، ایک رکعت، تین رکعت وغیرہ سب ثابت ہیں۔ اور جو رفع یدین کرتا ہے مجھے اس سے زیادہ پسند ہے جو رفع یدین نہیں کرتا کیونکہ رفع یدین کی احادیث اکثر اثبت ہیں، البتہ ایسے امور میں چاہیے کہ انسان کوئی ایسا قدم ہرگز نہ اٹھائے جس سے فتنے اور اختلاف کا دروازہ کھلے۔ (یعنی جو جس طرح کر رہا ہے اسے کرنے دے اور کوئی نیا قدم اٹھا کر باقیوں کو تشویش میں نہ مبتلا کرے)‘‘۔

عبارت کا حاصل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دونوں قسم کے فعل (رفع وترک رفع) ثابت ہیں جن پر صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت نے عمل کیا ہے اور ہر ایک کے پاس دلیل موجود ہے۔ پھر شاہ صاحب اپنی رائے پیش کرتے ہیں کہ میرے نزدیک رفع یدین کرنے والا زیادہ پسندیدہ ہے، اس لئے کہ رفع کی احادیث اکثر اور اثبت ہیں یعنی لفظاً واسناداً۔ جب کہ ہمارے نزدیک ترک رفع کرنے والا زیادہ پسندیدہ ہے کہ ترک تواتر عملی سے ثابت ہے۔

’’قواعد الفقہ‘‘ میں قاعدہ ہے کہ کیفیت دلیل کو دیکھا جاتا ہے کہ کس کی دلیل مضبوط ہے۔ کثرت دلائل کا [illegible] الترجیح لا یکون بکثرة العدد. ﴿فقليلاً ما يؤمنون﴾، ﴿وما يؤمن أكثرهم بالله إلا وهم مشركون﴾ [يوسف:١٠٦]. کثرت محضہ بے سود ہے، اصل مدار قوت ہے۔ اگرچہ رفع یدین کی احادیث [illegible] سے ثابت ہیں لیکن یہ ثبوت سنداً اور لفظاً ہے اور ترک رفع تواتر عملی کے طور پر ثابت ہے اور تواتر عملی تواتر [illegible] سے قوی ہوتا ہے۔ مذکورہ عبارت پیش کرنے کا مقصد غیر مقلدین کے وجوب رفع کی نفی ہے۔

ترک رفع تواتر عملی سے ثابت ہے

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وكذلك ثبت الترك عندنا عن عمر وعلي وابن مسعود [illegible] وابن عمر والبراء بن عازب وكعب بن عجرة عملاً أو تصديقاً منه، وآخرين ممن لم

بذكر أسمائهم ومن لم يعينوا، ومن التابعين عن جل أصحاب علي وابن مسعود وجمعية
الكوفة. وكثير من أهل المدينة في عهد مالك أو أكثرهم، بل يكاد يكون عمل أهل المدينة ك
كما ينقله المالكية، واعترف به ابن القيم وإن لم يجعله حجة. وكذا في سائر البلاد تركوه
يسموا كما يقع كثيراً في التعامل والتوارث أن لايأتي فيه إسناد؛ لكونه غير عزيز عند
ولكونه أمراً لايعتني به حينئذٍ أو يعوز الإسناد فيه، ثم يأتي الخلف ويتطلبون الإسناد، وإذا
أنكروا التواتر العملي وكثيراً مايقتحمه ابن حزم في "محلاه" كأنه لم تقع عنده في الدنيا و
يكن هناك إسناد، وهذا قطعي البطلان أو بديهيه، كأنه لايوجد في الدنيا المحكي عنه من
الحكاية فينكر كثيراً من الإجماعيات المنقولة بالآحاد، ويخرب أكثر مما يعمر، وهو
وهذا القرآن العظيم كيف تواتر على وجه البسيطة عند المسلمين تواتر طبقة بحيث لا
منهم لايعلم أن كتاباً سماوياً نزل على النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وأنه بأيدينا، ومع
تواتر إسناد كل آية منه لأعوزنا ذلك الأمر وعجزنا"(١).

"ترک رفع حضرت عمر، حضرت علی، ابن مسعود، ابوہریرہ، ابن عمر، براء بن عازب
اور کعب بن عجرہ سے عملاً یا تصدیقاً ثابت ہے، ان کے علاوہ دیگر حضرات بھی ہیں جن کے نام
سامنے نہیں آئے، اسی طرح بعض کی تعیین بھی نہ ہوسکی۔ تابعین میں سے حضرت علی وابن مسعود
کے ممتاز شاگرد، اہل کوفہ سب کے سب اور امام مالک کے عہد میں اکثر اہل مدینہ یا قریب قریب
سب کا عمل ترک رفع تھا جیسا کہ مالکیہ نقل کرتے ہیں اور علامہ ابن قیم بھی اس کے معترف ہیں
یہ اور بات ہے کہ اسے حجت نہیں سمجھتے۔ اسی طرح تمام شہروں میں تارکین رفع یدین کے نام
ضبط نہ کیے جاسکے، تواتر تعامل وتوارث میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ سند وغیرہ نہیں ہوتی کیونکہ حضرات
کے ہاں تواتر تعامل نادر نہ تھا اور نہ ہی اس کا اتنا اہتمام کیا گیا، بعد میں آنے والے حضرات نے
سند کا مطالبہ شروع کیا اور سند نہ ملنے پر تواتر عملی کا انکار کیا۔ ابن حزم "محلی" میں یہی کام کرتے
ہیں گویا کہ ان کے ہاں دنیا میں کوئی بھی واقعہ بغیر سند کے نہیں اور اس بات کا بطلان قطعی وبدیہی

(١) (معارف السنن، كتاب الصلوة، باب رفع اليدين: ٤٦٤/٢، سعيد).

ہے۔ گویا کہ دنیا میں حکایت کے بغیر محکی عنہ کا وجود نہیں یہی وجہ ہے کہ وہ ایسے مسائل اجماعیہ کا
رد کرتے ہیں جو خبر واحد سے منقول ہوں، اس میں تعبیر سے زیادہ تخریب ہے اور اس کا ضرر بھی
بہت ہے۔ کیا آپ قرآن مقدس کو نہیں دیکھتے پوری روئے زمین پر مسلمانوں میں طبقۃً بعد طبقۃ
نقل ہوتا چلا آرہا ہے اور کوئی بھی مسلم اس سے منکر نہیں کہ یہ وہ آسمانی کتاب ہے جو نبی اکرم صلی
اللہ تعالی علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور اب ہمارے ہاتھ میں ہے لیکن اس کے باوجود اگر ہم ہر آیت
کی سند کے درپے ہوں تو ہم تھک ہار کر عاجز آجائیں گے"۔

اصل عبارت یہ ہے کہ تواتر اسناد وہاں مفید ہے جہاں تواتر عملی نہ ہو، جہاں تواتر عملی نقل در نقل چلا آرہا ہو تو
چاہے سند نہ ہو لیکن پھر بھی وہ تواتر الاسناد سے قوی ہے۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں: "إن الترك متواتر عملاً كما أن الرفع متواتر، وتوارث العمل بكُلٍّ من
الأمرين من لدن عصر النبوة إلى عهدنا هذا من غير نكير. والتعامل المتوارث أقوى حجة في
الدين، فتوخي عنعنة الإسناد مع وجود التواتر فقد استضاء بالمصباح عند منتصف النهار، من
رجح عنى التعامل المتواتر أو جعلها ناسخةً له فقد قلب الموضوع، وجعل القطعي ظنياً"(۱).

"رفع یدین کی طرح ترک رفع یدین بھی تواتر عملی سے ثابت ہے، عہد نبوی سے آج
تک رفع وترک دونوں پر بلانکیر عمل جاری ہے۔ اور تعامل متوارث سب سے قوی دلیل ہے۔ جو
لوگ تواتر عملی کے باوجود سند کے عنعنے وغیرہ کے درپے ہوتے ہیں ان کی مثال چمکتے سورج کو
چراغ دکھانے کے مترادف ہے، اسی طرح جو لوگ اخبار آحاد کو تواتر عملی پر ترجیح دیتے ہیں یا اخبار
آحاد کو ناسخ بناتے ہیں وہ معاملے کو الٹا اور قطعی کو ظنی بناتے ہیں"۔

رفع یدین تواتر الاسناد اور تواتر لفظی کے طور پر ثابت ہے اور ترک رفع الیدین تواتر عملی سے ثابت ہے۔ امام
مالک تعامل اہل مدینہ کو بڑی ترجیح حاصل ہے لیکن انہوں نے کسی کا عمل رفع یدین نقل نہیں کیا، قال مالك:
لا أعرف رفع اليدين في شيء من تكبير الصلوة لا في خفضٍ ولا في رفع إلا في افتتاح الصلوة"(۲).

---

(۱) ... السنن، كتاب الصلوة، باب رفع اليدين عند الركوع: ۲/۴۶۶، سعيد).

(۲) ... الكبرى، رفع اليدين في الركوع والإحرام: ۱/۶۸، دار صادر).

''امام مالک فرماتے ہیں میرے علم میں رفع یدین صرف اور صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہوگا، اس کے علاوہ کسی تکبیر میں یا ہر اٹھنے بیٹھنے میں رفع یدین نہیں''۔

امام مالک کی طرف ایک قول رفع یدین کا بھی منسوب ہے، علامہ ابن قاسم اس کی وضاحت فرماتے
"كان رفع اليدين عند مالك ضعيفاً إلا في تكبيرة الإحرام"(١). ''امام مالک کے ہاں سوائے تحریمہ کے رفع یدین کرنا ضعیف ہے''۔

اسی طرح کوفہ میں بھی ایک بڑی جماعت اس پر عمل نہیں کرتی، اس سے ثابت ہوا کہ ترک رفع یدین سے ثابت ہے۔ ''معارف السنن'' میں کئی جگہ اسے ذکر کیا گیا۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ ترک رفع تو متواتر ثابت ہے تو ہم آپ کو ترک رفع کی احادیث پر کلام کی اجازت نہیں دیں گے۔ اس لئے کہ تواتر عملی تو اتر اسناد سے قوی ہوتا ہے اور تواتر عملی میں سند پر بحث نہیں کی جاتی کہ اس حدیث کی سند کیا ہے؟ ''امعان النظر'' میں ہے
"والمتواتر لايبحث عن رجاله أي: لايلزم فيه البحث عن رجاله بل يجب العلم به من غير بحث حال تحققه من غير بحث"(٢).

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ سند و تعامل پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ولا يرفعون إلى الإسناد رأساً، فهذا صنيعهم وإن أدى إلى إيفاء الواقع والحقيقة، والذي وقف الأمر على الإسناد يعني وإنما حدث الإسناد كما في مقدمة "مسلم" لئلا يدخل في الدين ماهو خارج منه وماليس منه مهماً، لكن قد أدى إلى إخراج ماهو داخل وكان متواتراً فصار آحاداً كالإجماع المنقول .... والذي يدور بالبال، وقد يقبله من له بال أن الترك قد كان كثيراً في نفسه، وقد كان كالأمر العدمي، فلما ظهرت أحاديث الرفع اعتنوا بها وجعلوه سنةً قد ترك أو أميت، وكان في الوجودي والعدمي، ثم جاء آخرون فشددوا، وجعلوه فاصلاً بين أهل السنة وغيرهم"(٣).

''تعامل امت اگرچہ حقیقت تک پہنچائے لیکن محدثین تعامل کو اہمیت نہیں دیتے صرف

---

(١) (أيضاً).

(٢) (إمعان النظر: ٢٣-٢٤).

(٣) (معارف السنن، كتاب الصلوة، باب رفع اليدين: ٤٦٢/٢، سعيد).

سند کو ہی مدار سمجھتے ہیں اور جو حضرات صرف سند کو مدار بناتے ہیں وہ ایسا ہی کرتے ہیں حالانکہ سند کی ضرورت اس لئے ہوتی ہے کہ ایسی چیزیں دین میں داخل نہ ہو جائیں جن کا تعلق دین سے نہیں جیسا کہ مقدمہ ''مسلم'' میں تصریح ہے جب کہ تعامل کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے بعض ایسی چیزوں کو دین سے خارج کیا جاتا ہے جو دین میں داخل ہوں، تعامل کو نظر انداز کرنے کا ہی نتیجہ ہے کہ متواتر کو آحاد بنایا جاتا ہے یہ ایسا ہے کہ اجماع خبر واحد سے منقول ہو...... جس بات سے ذہن مطمئن ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ترکِ رفع کی اسانید اگرچہ کم ہیں لیکن حقیقت میں ترک رفع ہی زیادہ تھا، امور عدمیہ میں ایسا ہی ہوتا ہے، جب رفع کی احادیث سامنے آئیں تو لوگوں نے انہیں لے لیا اور رفع یدین کو ایسی سنت سمجھا جو چھوڑ دی یا مٹا دی گئی تھی۔ امور وجودیہ و عدمیہ میں ایسا ہی ہوتا ہے، اس کے بعد آنے والوں نے سختی کا مظاہرہ کیا اور رفع یدین کو اہل سنت وغیر کے درمیان فاصل بنایا''۔

☆......☆......☆......☆......☆

حنفیہ کے دلائل

پہلی دلیل

"أخبرنا قتيبة، قال حدثنا الليث، عن ابن عجلان، عن علي -وهو ابن يحي- عن أبيه عن عم له بدري أنه حدثه أن رجلاً دخل المسجد، فصلى، ورسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يرمقه ونحن لانشعر، فلما فرغ، أقبل فسلم على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، فقال: ارجع فصل فإنك لم تصل، فرجع فصلى، ثم أقبل إلى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، فقال: ارجع فصل فإنك لم تصل مرتين أو ثلاثاً، فقال له الرجل: والذي أكرمك يارسول الله! لقد جهدت، فعلمني فعلمني، إذا قمت تريد الصلوة، فتوضأ فأحسن وضوءك، ثم استقبل القبلة، فكبر، ثم اقرأ، ثم اركع فاطمئن راكعاً، ثم ارفع حتى تعتدل قائماً، ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً، ثم ارفع حتى تطمئن قاعداً، ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً، ثم ارفع، ثم افعل كذلك حتى تفرغ من صلاتك"(۱).

''بدری صحابی راوی ہیں کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوکر نماز پڑھنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے کن انکھیوں سے دیکھنے لگے ہمیں احساس نہ ہوا، جب نماز سے فارغ ہوکر وہ شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو اور سلام عرض کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ پھر نماز پڑھو تمہاری نماز نہیں ہوئی، اس نے دوبارہ نماز پڑھی اور نماز کے بعد خدمت اقدس میں حاضری دی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: جاؤ نماز پڑھو تمہاری نماز نہیں ہوئی، دو تین مرتبہ ایسے ہوا تو اس شخص نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو عزت بخشی، اے اللہ کے رسول! مجھے صحیح طریقے پر نماز پڑھنا سکھلا دیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نماز کا ارادہ کرو تو پہلے اچھی طرح وضو کرو، پھر قبلہ رخ ہوکر تکبیر تحریمہ کہو اور قرأت کرو، اس کے بعد اچھی

---

(۱) (سنن النسائی، کتاب السهو، باب أقل مايجزئ به الصلوة: ۱/۱۹۳-۱۹۴، قديمی).

طرح اطمینان سے رکوع کرو، پھر اچھی طرح اعتدال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ، پھر اچھی طرح اطمینان سے سجدہ کرو، اس کے بعد اچھی طرح اطمینان سے بیٹھ جاؤ، پھر اچھی طرح اطمینان سے سجدہ کرو، پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور ہر رکعت میں یہی ترتیب اپناؤ''۔

اس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خلاد بن رافع کو نماز کا طریقہ، ارکان واجبات بتلائے ہیں مگر رفع یدین کا ذکر نہیں کیا۔ اگر رفع یدین واجب ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے بھی بیان فرماتے لیکن بیان نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ رفع یدین واجب نہیں۔

علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وقد تقرر بأن حديث المسيء هو المرجع في معرفة واجبات الصلاة"(۱).

''واجباتِ نماز کے سلسلے میں حدیث مسیء کا متعین ہونا ثابت شدہ امر ہے، یعنی جو اس حدیث میں ہے وہی واجب ہے''۔

"قد تقرر من الفقهاء الاستدلال بهذا الحديث على وجوب ماذكر فيه، وعدم وجوب مالم يذكر فيه"(۲).

''فقہاء کے نزدیک یہ ثابت شدہ امر ہے کہ جو کچھ اس حدیث میں ہے وہ واجب ہے اور جسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں بیان فرمایا وہ واجب نہیں''۔

علامہ امیر یمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وأما الاستدلال بأن كل مالم يذكر فيه لايجب، فلأن المقام مقام تعليم الواجبات في الصلوة، فلو ترك ذكر بعض مايجب، لكان فيه تاخير البيان عن وقت الحاجة وهو لا يجوز بالإجماع"(۳).

''اس حدیث میں جس چیز کا ذکر نہیں وہ واجب بھی نہیں، یہ استدلال اس لئے کرتے ہیں کہ یہ مقام نماز کے واجبات کی تعلیم کا مقام ہے، اگر بعض واجبات کو چھوڑا جاتا تو اس میں

(۱) نيل الأوطار، أبواب صفة الصلوة، باب افتراض افتتاحها بالتكبير: ۲/۱۸۵، عباس أحمد الباز).
(۲) نيل الأوطار، باب السجدة الثانية ولزوم الطمانينة في الركوع: ۲/۲۹۷، عباس أحمد الباز).
(۳) سبل السلام، باب صفة الصلوة: ۱/۲۷۱، دار الحديث القاهرة).

باوجود حاجت کے بیان کو مؤخر کرنا لازم آتا ہے، جو کہ بالاجماع جائز نہیں"۔

اس عبارت سے غیر مقلدین کی اس بات کا جواب بھی ہوگیا کہ رفع یدین اگرچہ واجب ہے، لیکن اسے مؤخر کیا گیا۔

البتہ ایک اور اشکال ہے کہ عدم ذکر الشیئ لایستلزم عدمہ. کسی چیز کا تذکرہ نہ کرنا اس کے نہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔ مثلاً: دورہ حدیث کے طلباء فلاں فلاں ہیں، ایک دو کا نام نہ لیا تو ان کا تذکرہ نہ کرنا اس پر دال نہیں کہ وہ موجود نہیں، اسی طرح رفع یدین کا تذکرہ نہ کرنا اس کے نہ ہونے کو مستلزم نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قواعد اور اصول جب ہم پیش کرتے ہیں تو آپ انہیں تسلیم نہیں کرتے کہ یہ قرآن و حدیث نہیں، لہٰذا آپ کو بھی چاہیے کہ کوئی ایسی حدیث ذکر کریں جس میں موجود ہو کہ عدم ذکر الشیئ لایستلزم ذکرہ۔

۲...... یہ مقام مقامِ تعلیم واجبات صلوۃ ہے، اور مقام تعلیم واجبات صلاۃ میں واجب کو ذکر نہ کرنا واجب نہ ہونے کی دلیل ہے، جس طرح مقام بیان میں کسی چیز کا ذکر نہ کرنا اس کے عدم کی دلیل ہوا کرتی ہے۔ اس کی تائید امام بخاری کے صنیع سے بھی ہوتی ہے۔

امام بخاری بسااوقات عدم ذکر الشیئ فی مقام بیانہ سے اس شئ کے عدم پر استدلال کرتے ہیں یعنی بیان کرتے ہیں کہ مقام پر بیان نہ کرنا نہ ہونے کی دلیل ہے۔ مثلاً تحویل رداء کے متعلق فرمایا: "إن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لم يحول رداءه في صلوة الاستسقاء" نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صلاۃ الاستسقاء میں چادر کو نہیں پلٹا۔ تحویل ردا کی نفی کی اور دلیل دی "لم يذكر أنه حول رداءه ولا استقبل القبلة". تحویل رداء کا ذکر نہیں اس عدم ذکر کو عدم تحویل رداء پر دلیل بنایا ہے(۱)۔

اسی طرح ہم اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ یہ مقام مقامِ تعلیم واجبات صلوۃ ہے اور مقام تعلیم واجباتِ صلوۃ میں ذکر نہ کرنا عدم وجوب کی دلیل ہے۔ لو كان واجباً لبينه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لكن التالي باطل، فالمقدم مثله في البطلان.

دوسری دلیل

"حدثنا عبدالله بن محمد النفيلي، قال حدثنا زهير، قال حدثنا الأعمش، عن المسيب

(۱) (الصحيح للبخاري، كتاب الصلوة، باب صلوة الاستسقاء: ۱/۱۳۸، قديمي).

...عن تميم الطائي، عن جابر بن سمرة قال: دخل علينا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم،
... رافعوا أيديهم —قال زهير: أراه قال في الصلوة— فقال: مالي! أراكم رافعي أيديكم كأنها
... خيل شمس، اسكنوا في الصلوة"(۱)۔

"حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے لوگ حالتِ
نماز میں ہاتھ اٹھا رہے تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہے کہ نماز میں اس
طرح ہاتھ اٹھاتے ہو جیسے سرکش گھوڑوں کی دُمیں، نماز میں سکون سے رہا کرو"۔

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ یہ ممانعت رفع الیدین عندالرکوع وعند رفع الرأس من الرکوع سے نہیں
... ہوئے ہاتھ اٹھانے سے منع فرمایا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ علامہ زیلعی فرماتے ہیں رفع الیدین عندالرکوع وعندرفع الرأس من
... سے ممانعت والی حدیث الگ ہے اور بوقت سلام ہاتھ اٹھانے سے منع کرنے والی حدیث الگ ہے(۲)۔
... دونوں کو ایک شمار نہیں کر سکتے، اگرچہ دونوں حضرت جابر بن سمرۃ سے مروی ہیں۔

۲- دوسری بات یہ ہے کہ اشتراک فی الحدیثین اس وقت ہوگا جب دونوں حدیثوں کے رواۃ میں بھی
... یہاں یہ صورت نہیں، سوائے حضرت جابر کے باقی تمام رواۃ مختلف ہیں، لہٰذا دونوں کو ایک قرار دینا
...

۳- نیز اگر ان دونوں حدیثوں کو ایک شمار کیا جائے تو یہ حدیث ممانعت سلام والی حدیث کی تاکید ہوگی اور
... ہی حکم ثابت ہوگا، اور اگر اس حدیث کو منع رفع اليدين عندالركوع پر محمول کیا جائے اور دوسری کو
... تسلیم پر تو یہ تاسیس ہے اور التأسيس أولى من التاكيد، يا الحمل على المعنى الجديد أولى.
... دونوں پر محمول کریں گے۔

۴- ہمارا استدلال "مالي أراكم رافعي أيديكم" سے نہیں بلکہ "اسكنوا في الصلوة" سے ہے۔ نماز
... کرو۔ اور یہ الفاظ زائد اور عموم پر دلالت کرتے ہیں، یعنی اسکنوا عند الركوع، اسكنوا عند رفع

---

(۱) ابوداود، كتاب الصلوة، باب في السلام: ۱/ ۱۵۰، إمدادية).

(۲) ...، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة: ۱/ ۴۸۲، حقانية).

الرأس من الركوع. والعبرة لعموم اللفظ لا لخصوص المورد.

تیسری دلیل

أخبرنا سويد بن نصر، حدثنا عبدالله بن مبارك، عن سفيان، عن عاصم بن كليب، عن عبدالرحمن بن الأسود، عن علقمة، عن عبدالله قال: ألا أخبركم بصلوة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، قال: فقام، فرفع يديه أول مرة، ثم لم يعد"(۱).

"حضرت علقمہ راوی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کیا میں تمہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں بتاؤں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح نماز پڑھتے تھے، پھر حضرت عبداللہ بن مسعود کھڑے ہوکر نبوی نماز کی تعلیم دینے لگے، صرف پہلی مرتبہ بوقت تکبیر تحریمہ ہاتھ اٹھائے، اس کے بعد رفع یدین نہیں کیا"۔

غیر مقلدین حتی الامکان اس روایت کو ساقط الاعتبار قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں، کیونکہ مسلک کے خلاف ہے "ابوداؤد" میں روایت کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں: "ألا أصلي بكم صلوة رسول الله". صلوۃ مطلق ہے اور اس کی اضافت رسول کی طرف ہے، اسے اضافت نوعیہ کہا جاتا ہے، معنی یہ ہوگا کیا میں تمہیں نماز پڑھاؤں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کی طرح ہو۔

سند کے رواۃ

"سويد بن نصر: ثقة"(۲).

"عبدالله بن مبارك: ثقة، ثبت، فقيه، عالم، جواد مجاهد، جمعت فيه خصال الخير إمام"(۳).

"سفيان ثوري: ثقة، حافظ فقيه، عابد حجة إمام"(٤).

---

(۱) (نسائي، كتاب الصلوة، باب ترك ذلك: ۱/ ۱۵۸، وأبوداؤد، كتاب الصلوة، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع: ۱/ ۱۱٦، إمدادية).

(۲) (التقريب: ۲/ ۹٦، مؤسسة الرسالة).

(۳) (التقريب: ۲/ ۲٦۰، مؤسسة الرسالة).

(٤) (التقريب: ۲/ ۵۰، مؤسسة الرسالة).

"عاصم بن كليب: قال ابن معين ثقة، وقال أبو حاتم: صالح ......وقال أحمد بن صالح المصري: يُعدُّ من وجوه الكوفيين الثقات، وقال ابن سعد: ثقة يحتج به، وليس بكثير الحديث"(۱).

"عبدالرحمن بن الأسود: ثقة"(۲).

"علقمة: ثقة ثبت عالم"(۳).

عبدالله بن مسعود: صحابي لايسئل عن مثله؛ لأن الصحابة كلهم عدول.

حضرت عبداللہ بن مسعود و ابن عمر میں ابن مسعود کا قول معتبر ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود کے بارے میں حاکم فرماتے ہیں: ''إذا اجتمع ابن مسعود وابن عمر فابن مسعود أولى أن يُتبَع"(٤).

''اگر کسی مسئلے میں ابن مسعود و ابن عمر دونوں کا قول موجود ہو اور ان میں اختلاف ہو تو ایسی صورت میں ابن مسعود اس بات کے زیادہ لائق ہیں کہ ان کی پیروی کی جائے''۔

رفع الیدین کی روایات ابن عمر سے منقول ہیں اسی طرح ترک رفع کی روایات بھی ان سے مروی ہیں، اگر ان سے ترک کی روایات منقول نہ بھی ہوتیں تب بھی ان کا اختلاف حضرت عبداللہ بن مسعود سے ہے، اور حدیث سے اس اختلاف میں جانب راجح کی تعین ہوگئی، لہٰذا حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت کو ترجیح دیتے ہوئے ترک رفع کی روایات کو راجح قرار دیا جائے گا۔

امام ترمذی مذکورہ حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: "حديث ابن مسعود حديث حسن"(۵).

علامہ ابن حزم "المحلی" میں فرماتے ہیں: "إن هذا الخبر صحيح". یہ حدیث صحیح ہے"(٦)۔

---

(۱) تهذيب التهذيب: ٥/٥٦، دائرة المعارف النظامية، حيدر آباد، دكن).

(۲) تقريب: ٢/٣٠٦، موسسة الرسالة).

(۳) تقريب: ٣/٣٤، موسسة الرسالة).

(٤) معرفة السنن، كتاب الصلوة، باب رفع اليدين عند الركوع: ٢/٥٠١، سعيد).

(۵) جامع الترمذي، باب رفع اليدين عند الركوع: ١/٥٩، سعيد).

(٦) المحلى، كتاب الصلوة، حكم رفع اليدين: ٣/٤، دار الكتب العلمية).

''مشکوۃ'' کی عبارت سے اعتراض

صاحب مشکوۃ نے ''مشکوۃ'' میں بحوالہ ''ابوداؤد'' اس حدیث کو نقل کیا اس کے بعد فرمایا: قال "أبوداود: ليس هو بصحيح على هذا المعنى"(۱). کہ یہ حدیث اس معنی پر درست نہیں۔

اس عبارت سے متعلق محققین فرماتے ہیں کہ ''ابوداؤد'' کے صحیح نسخوں میں یہ عبارت موجود نہیں۔ علامہ شمس الحق عظیم آبادی کہتے ہیں کہ میرے پاس ''ابوداؤد'' کے دو پرانے نسخے موجود ہیں، ان میں یہ عبارت مذکور ہے(۲)۔ لیکن جب عام و متداول نسخوں میں یہ عبارت موجود نہیں تو شخصی اور نادر نسخوں کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

مذکورہ حدیث مرفوع ہے

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ یہ حدیث مرفوع نہیں بلکہ "ألا أصلي بكم" قول صحابی و عمل صحابی کا بیان ہے۔ لہذا یہ حدیث موقوف ہے۔

جواب: مسلّم قاعدہ ہے کہ: "قول الصحابي وفعله فيما لا يدرك بالقياس، حكمه حكم المرفوع". ''جو چیزیں عقل کے بس میں نہ ہوں ان میں صحابی کے قول کا درجہ حدیث مرفوع کا ہے''۔ اور نماز بھی غیر مدرک بالقیاس ہے۔

۲- حدیث میں مفعول مطلق نوعی کا بیان ہے کہ اپنی نماز کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز سے تشبیہ دی "صلاة رسول الله" لہذا یہ مرفوع صریح کے حکم میں ہے۔ اگر یہ الفاظ نہ ہوتے تب بھی رفع ثابت ہوجاتا، ان الفاظ کے ساتھ تو رفع صراحتاً ثابت ہوگا۔

چوتھی دلیل حدیث براء بن عازب

"حدثنا محمد بن الصباح البزاز، نا شريك، عن يزيد بن أبي زياد، عن عبدالرحمن بن أبي ليلى، عن البراء بن عازب أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان إذا افتتح الصلوة رفع يديه إلى قريب من أذنيه، ثم لايعود". [أي إلى رفع اليدين] "(۳).

---

(۱) (مشكوة المصابيح، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، الفصل الثالث: ۱/۷۷، قديمي).

(۲) (عون المعبود، كتاب الصلوة، باب من لم يذكر الرفع عندالركوع: ۲/۳۴۰، دارالفكر).

(۳) (سنن أبي داود، كتاب الصلوة، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع: ۱۱۶، امداديه).

''حضرت براء بن عازب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تو کانوں تک ہاتھ اٹھاتے، اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے''۔

"حدثنا حسین بن عبدالرحمن، أنا وکیع، عن ابن أبی لیلی، عن عیسی، عن الحکم، عن عبدالرحمن بن أبی لیلی، عن البراء بن عازب قال: رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم رفع یدیہ حین افتتح الصلوۃ، ثم لم یرفعھما حتی انصرف"(۱).

''حضرت براء بن عازب راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آغاز نماز میں رفع یدین کرتے، اس کے بعد آخر تک رفع یدین نہیں کرتے تھے''۔

وکیع پر اعتراض

اس حدیث کی سند میں وکیع ہیں جو کہ "لایعود" کی زیادتی نقل کرنے میں متفرد ہیں کسی اور نے اس زیادتی کو نقل نہیں کیا، لہذا یہ قابل قبول نہیں۔

جواب: وکیع ثقہ ہیں اور ثقہ کی زیادتی قابل قبول ہوتی ہے "زیادۃ الثقۃ مقبولۃ"۔ نیز وکیع نقل زیادۃ میں متفرد نہیں۔ وکیع کے شاگردوں میں امام احمد بن حنبل نے بھی اسے نقل کیا(۲)۔ عثمان بن ابی شیبہ بھی اسے نقل کرتے ہیں(۳)۔ محمود بن غیلان کی روایت میں بھی یہ موجود ہے(۴)۔ ہناد بن سری نے بھی اسے روایت کیا(۵)۔ نعیم بن حماد کی متابعت بھی موجود ہے(۶)۔

سفیان پر اعتراض

اسی طرح امام بخاری کا اعتراض نقل کرتے ہیں کہ سفیان ثوری نے یہ زیادتی نقل کی اور ان سے غلطی ہوئی،

---

(۱) سنن أبی داود، کتاب الصلوۃ، باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع: ۱/ ۱۱۶- ۱۱۷، امدادیہ).

(۲) مسند أحمد: ۲/ ۱۶، دار إحیاء التراث العربی).

(۳) سنن أبی داود: ۱/ ۱۱۶، کتاب الصلوۃ، باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع، إمدادیۃ).

(۴) سنن النسائی، کتاب الصلوۃ، الرخصۃ فی ذلک: ۱/ ۱۶۱، قدیمی).

(۵) جامع الترمذی، کتاب الصلوۃ، باب رفع الیدین عند الرکوع: ۱/ ۱۵۹، سعید).

(۶) شرح معانی الآثار، کتاب الصلوۃ، باب التکبیر للرکوع: ۱/ ۱۵۴، سعید).

ان کا کوئی متابع نہیں۔اس کا جواب بھی یہی ہے کہ سفیان ثقہ ہیں اور "زيادة الثقة مقبولة".

محدثین کا طریقہ ہے کہ اعلال کرتے وقت الفاظ کی رعایت کرتے ہیں، اگر مان لیا جائے کہ "لا یعود" و "فلم یعد" کے الفاظ ثابت نہیں تو پھر بھی اس اعلال سے مذکورہ مسئلے پر فرق نہیں پڑے گا کیونکہ ان کے علاوہ دیگر الفاظ "فی أول مرة"، "مرة واحدة"، "إلا مرة" موجود ہیں اور نتیجہ و مآل ان سب کا ایک ہے کہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین بعد میں رفع یدین نہیں کیا۔

غیر مقلدین کا دعویٰ، ترک رفع مسامحات ابن مسعود ہے

غیر مقلدین نے ایک فہرست بنائی جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود کے مسامحات کو جمع کیا کہ اس مقام پر ان سے یہ مسامحت واقع ہوئی اور یہاں پر یہ مسامحت الخ کہتے ہیں کہ ترک رفع یدین بھی حضرت عبداللہ بن مسعود کے مسامحات میں سے ہے۔اس لئے ہم حضرت عبداللہ بن عمر کی روایات کو لیتے ہیں۔

جواب: اس قسم کی خطاؤں اور علمی تسامح سے حضرت ابن عمر بھی مستثنیٰ نہیں، اگر صرف اس احتمال کی بنا پر حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایات کو آپ ترک کرتے ہیں تو ممکن ہے کہ کہا جائے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تسامح واقع ہوا ہے لیکن یہ درست نہیں کیونکہ محض احتمال کافی نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود سے صرف ترک رفع یدین کی روایات منقول ہیں، رفع یدین کی کوئی روایت منقول نہیں، جب کہ حضرت عبداللہ بن عمر سے دونوں قسم کی روایات مروی ہیں، لہٰذا "إذا تعارضا تساقطا" کے قاعدے کے پیش نظر حضرت عبداللہ بن عمر کی روایات میں تعارض ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایات تعارض سے خالی ہیں، انہیں لیا جائے گا۔

یا پھر یہ کہا جائے گا رفع یدین اختیاری چیز ہے، حضرت عبداللہ بن عمر نے کبھی رفع یدین کیا اور کبھی نہیں کیا، تب بھی رفع یدین کا سنت مؤکدہ یا واجب ہونا ثابت نہیں ہوگا۔

یا پھر حاکم والے ضابطہ "إذا اجتمع ابن مسعود وابن عمر واختلفا فابن مسعود أولى أن يتبع" سے لیا جائے گا۔

عدم ثبوت عند محدث عدم صحت کو مستلزم نہیں

مذکورہ حدیث کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں: ابن مسعود کی حدیث میں

ثبت نہیں۔ آپ کس طرح اس سے استدلال کرتے ہیں؟

جواب: علامہ زیلعی بحوالہ ابن دقیق العید فرماتے ہیں: عبداللہ بن مبارک کے ہاں کسی حدیث کا صحیح نہ ہونا مطلقاً اس حدیث کی عدم صحت کو مستلزم نہیں: قال الشیخ [تقی الدین ابن دقیق العید] فی "الإمام": وعدم ثبوت الخبر عند ابن المبارك لایمنع من النظر فیه"(۱).

اس لئے کہ صحت حدیث اور ضعف حدیث امور اضافیہ ہیں: صحیح عند قوم وضعیف عند الآخرین۔

"بخاری" کی کتنی حدیثیں ہیں جن کے بارے میں محدثین نے تحفظات کا اظہار کیا ہے، اگر اس حدیث کے حق میں عبداللہ بن مبارک نے کلام کیا تو اس سے لازم نہیں آتا کہ سب کے نزدیک حدیث متکلم فیہ ہو۔ نیز عبداللہ بن مبارک نے اگر ضعیف قرار دیا ہے تو عاصم بن کلیب کی وجہ سے اور عاصم بن کلیب کے ثقہ ہونے کے متعلق کلام گزر چکا۔

قطع نظر ان تمام باتوں کے اس حدیث کو تلقی بقبول الامۃ اور تواتر عملی جیسی تائیدات حاصل ہیں اور تواتر عملی کے بعد سند پر بحث نہیں کی جاتی۔

اسی طرح ایک جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے ترک رفع پر دو روایتیں قولی وفعلی منقول ہیں۔ عبداللہ بن مبارک ابن مسعود کی قولی حدیث کو ضعیف قرار دے رہے ہیں، فعلی کے بارے میں یہ مسئلہ نہیں۔ قولی حدیث "أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم رفع یدیه أول مرة"(۲).

اس روایت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فعل کا تذکرہ نہیں بلکہ یہ قولی روایت ہے، جس کے متعلق عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ ثابت نہیں اور ہم نے جو روایت پیش کی وہ قولی بھی ہے اور فعلی بھی۔ "ألا أصلی بکم صلوة رسول اللہ" الحدیث.

نفی صحت ضعف کو مستلزم نہیں

نیز عبداللہ بن مبارک کے قول میں "لا یثبت" بمعنی "لا یصح" ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں، و نفی الصحة لا یستلزم ضعف الحدیث اس لئے کہ نافی صحت کی نفی کر رہا ہے جو کہ اخص ہے، اور ہو سکتا ہے کہ وہ حدیث حسن ہو جو کہ قسیم صحیح مطلق کی قسم ہے و نفی الأخص لا یستلزم نفی الأعم اسی طرح نفی الأقوی لا یستلزم نفی

---

(۱) نصب الرایة للزیلعی، کتاب الصلوة، باب صفة الصلوة: ۱/۴۷۳، حقانیه).

(۲) جامع الترمذی، باب رفع الیدین عند الرکوع: ۱/۵۹، سعید).

ضعف. اورنفی الصحۃ لا یستلزم ضعف الحدیث کوغیرمقلدین بھی تسلیم کرتے ہیں(۱)۔

لہٰذا ہم کہتے ہیں"لایثبت""لایصح" کے معنی میں ہے اوراس سے صرف صحت کی نفی ہوگی (عدم تحفۃ المبارک) حسن ہونے کی نفی پھر بھی نہ ہوگی۔

اصول میں گزرا کہ مجتہد کا کسی حدیث سے استدلال کرنا صحت حدیث کی علامت ہے،امام ابوحنیفہ،اہل کوفہ اہل مدینہ سب ترک رفع یدین کرتے ہیں،اس سے بھی معلوم ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

پانچویں دلیل

حدثنا الحمیدی، قال حدثنا سفیان، قال حدثنا الزہری، قال أخبرنی سالم بن عبداللّٰہ عن أبیہ قال: رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم إذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ وإذا أراد أن یرکع، وبعد مایرفع الرأس من الرکوع، فلا یرفع ولابین السجدتین"(۲).

''سالم بن عبداللہ اپنے والد عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کونماز پڑھتے دیکھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے لئے رفع یدین کرتے، اس کے علاوہ رکوع میں جاتے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت اور دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے''۔

روایت بالکل صریح ہے کہ عندالرکوع وعندرفع الرأس من الرکوع اوربین السجدتین آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معمول ترک رفع تھا۔غیرمقلدین اس بات پرزور دیتے ہیں کہ یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ محرف ہے اورمسند حمیدی میں مذکورہ الفاظ کے ساتھ نہیں، لیکن مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی (مصحح مسند حمیدی) فرماتے ہیں: یہ روایت اسی طرح ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔

چھٹی دلیل

عن الأسود قال: "رأیت عمر بن الخطاب یرفع یدیہ فی أول تکبیرۃ ثم لا یعود"(۳)۔

---

(۱) (مرعاۃ المفاتیح، لم أظفر علیہ).(۲) (مسند حمیدی: ۲/۲۷۷، المکتبۃ السلفیۃ، المدینۃ المنورۃ)

(۳) (معانی الآثار، کتاب الصلوۃ، باب التکبیر للرکوع: ۱/۱۵٦، وابن أبی شیبۃ، کتاب الصلوۃ، من کان یرفع یدیہ فی أول تکبیرۃ ثم لایعود: ۱/۲۱٤).

"اسود فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب کو نماز پڑھتے دیکھا، آپ تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کرتے، اس کے بعد نہیں کرتے تھے"۔

اگر چہ مذکورہ روایت موقوف ہے لیکن ما لا یدرك بالعقل کے قبیل سے ہے لہٰذا محدثین کے قاعدے کے مطابق اسے رفع کا درجہ حاصل ہے۔

ساتویں دلیل

عن عاصم بن كليب، عن أبيه أن علياً كان يرفع يديه في أول تكبيرة من الصلوة، ثم لا يرفع [بعده](۱).

"عاصم بن کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کرتے تھے، اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے"۔

[آٹھ]ویں دلیل

[حدثنا] حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، قال حدثنا أبو بكر بن عياش، عن حصين، عن مجاهد قال: ما [رأيت] ابن عمر يرفع يديه إلا في أول ما يفتتح"(۲).

"مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر کو کبھی سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین کرتے نہیں دیکھا"۔

اس حدیث کی سند میں ابو بکر بن ابی شیبہ: ثقہ، ابو بکر بن عیاش ملقب شیخ الاسلام: ثقہ، حصین: ثقہ، مجاہد مشہور [...]

پہلے یہ بات گزری کہ ابن عمر سے رفع و ترک رفع دونوں قسم کی روایات مروی ہیں۔

[...]

[...] کہتے ہیں کہ امام بیہقی نے اسے موضوع قرار دیا ہے اور وجہ یہ ہے کہ ابن عمر سے رفع یدین کا ثبوت اور رفع [کی ر]وایات منقول ہیں۔ لہٰذا ترک رفع کی روایت موضوع ہے۔

جواب: صرف اس بنیاد پر کہ ابن عمر سے رفع الیدین کی روایات اور عمل منقول ہے اسے موضوع قرار دینا کسی

[(۱) شرح معا]نی الآثار، کتاب الصلوة، باب التکبیر للرکوع: ۱/۱۵٤، وابن أبي شيبة: ۱/۱۵٤، دار الكتب العلمية).

[(۲) مصنف ابن] أبي شيبة، كتاب الصلوة، باب من كان يرفع يديه في أول تكبيرة ثم لا يعود: ۱/۱٤، دار الكتب العلمية).

صورت میں درست نہیں، دونوں روایتیں اور عمل ابن عمر سے منقول ہونے میں کوئی خرابی نہیں، کیوں کہ یہ امر مباح ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: "الجمع بين الروايتين ممكن، وهو أنه لم يكن يراه واجباً، ففعله تارة وتركه أخرى"(۱). جب دونوں قسم کی روایات ثابت اور منقول ہیں تو اس احتمال کی وجہ سے حدیث کو ناقابل حجت ٹھہرانا غلط ہے۔

نیز جب سند پر آپ کو اعتراض نہیں اور سندِ صحیح سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رفع یدین اور ترک رفع یدین ثابت ہے تو ہم آپ کو اجازت نہیں دیں گے کہ آپ احتمالات کی وجہ سے راجح و مرجوح کا فیصلہ کریں۔

نویں دلیل

عن إبراهيم قال: كان عبدالله لا يرفع يديه في شئ من الصلوة"(۲).

"ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے"۔

اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ ابراہیم نخعی کا لقاء عبداللہ بن مسعود سے ثابت نہیں، لہٰذا یہ روایت مرسل ہے۔

جواب: علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے "زاد المعاد" میں فرمایا: "مراسيل إبراهيم صحيحة".

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "كان إبراهيم إذا أرسل عن عبدالله لم يرسله إلا بعد صحته عنده وتواتر الرواية عن عبدالله"(۳).

"ابراہیم نخعی صرف اسی صورت میں عبداللہ بن مسعود کی روایات مرسلاً نقل کرتے جب انہیں یقین ہو جاتا کہ یہ روایت صحیح اور عبداللہ ابن مسعود سے تواتراً منقول ہے"۔

مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی اس وقت تک مراسیل نقل نہیں کرتے جب تک انہیں صحت روایت و تواتر عن عبداللہ بن مسعود کا یقین نہ ہو جائے، اس میں چونکہ انہیں یقین تواتر تھا اسی لئے مرسلاً نقل کیا۔ ... کے علاوہ حنفیہ و مالکیہ مراسیل کو حجت مانتے ہیں، آپ اگر مراسیل کو قابل استدلال نہیں سمجھتے تو یہ آپ کا اصول ہے

(۱) (فتح الباري، كتاب الأذان، باب رفع اليدين إذا كبر: ۲/ ۲۸۰، قديمي).

(۲) (معاني الآثار، كتاب الصلوة، باب التكبير للركوع والسجود: ۱/ ۱۵۶، سعيد).

(۳) (معاني الآثار، كتاب الصلوة، باب التكبير للركوع والسجود: ۱/ ۱۵۵، سعيد).

کے پابند نہیں اور نہ ہی آپ ہمیں اس کا پابند کر سکتے ہیں کیونکہ ہر فریق اپنے اپنے اصولوں کا پابند ہوگا اور ہمارا

مذہب یہ ہے کہ: المراسیل عندنا حجة أی: عند عدم ورود نصوص أخری [لا مطلقاً].

دلیل

عن أبی إسحق قال: كان أصحاب عبدالله وأصحاب علی لا یرفعون أیدیهم إلا فی افتتاح الصلوة، قال وكیع: ثم لا یعودون"(۱).

"ابو اسحٰق فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی کے اصحاب صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے، وکیع فرماتے ہیں: اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے"۔

"عن الأسود قال: صلیت مع عمر فلم یرفع یدیه فی شیء من صلوته إلا حین افتتح الصلوة، عن عبدالملك: رأیت الشعبی وإبراهیم وأبا إسحق لا یرفعون أیدیهم إلا حین یفتتحون الصلوة"(۲).

"اسود فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہیں کیا، عبدالملک فرماتے ہیں: میں نے امام شعبی، ابراہیم نخعی اور ابو اسحٰق کو دیکھا، یہ حضرات سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہیں کرتے تھے"۔

اس کے علاوہ دیگر دلائل بھی ترک رفع پر دال ہیں (۳)۔

"عن أبی بكر بن عیاش قال: ما رأیت فقیهاً قط یفعله، یرفع یدیه فی غیر التكبیرة الأولی".

"ابو بکر بن عیاش فرماتے ہیں: میں نے کسی فقیہ کو سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین کرتے نہیں پایا"۔

عن ابن عباس موقوفاً قال: ترفع الأیدی فی سبع مواطن: إذا قام إلی الصلوة، وإذا رأی

---

(۱) مصنف ابن أبی شیبة، كتاب الصلوة، باب من كان یرفع یدیه فی أول تكبیرة ثم لا یعود: ۱/۲۱٤، دار الكتب

(۲) ... أبی شیبة، كتاب الصلوة، باب من كان یرفع یدیه فی أول تكبیرة: ۱/۲۱٤، دار الكتب العلمیة).

(۳) ... السنن، كتاب الصلوة، باب رفع الیدین: ۲/٤۹٤-٤۹٦، سعید).

ـت، وعلى الصفا، والمروة، وفي جمع، وفي عرفات، وعند الجمار".

"حضرت ابن عباس سے موقوفاً روایت ہے کہ رفع یدین سات مقام میں ہوتا ہے: افتتاح نماز میں، بیت اللہ کو دیکھتے وقت، صفا پر، مروہ پر، جمع میں، عرفات میں اور رمی جمار کے وقت"۔

"عن أبي هريرة أنه كان يرفع يديه إذا افتتح الصلوة، ويكبر في كل خفض ورفع، ويقو إني أشبهكم بصلاة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم".

"حضرت ابوہریرۃ سے مروی ہے کہ وہ افتتاح نماز میں رفع یدین کرتے، تمام انتقالات میں تکبیر کہتے فرماتے تھے: میری نماز تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ ہے"۔

"عن عباد بن الزبير مرسلاً: أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان إذا افتتح الص رفع يديه في أول الصلوة، ثم لم يرفعهما في شيء حتى يفرغ".

"حضرت عباد بن زبیر سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افتتاح نماز میں رفع یدین کرتے اس کے بعد فراغت نماز تک رفع یدین نہیں کرتے تھے"۔

"روى عن ابن عمر مرفوعاً: إن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان يرفع يديه إذا الصلوة ثم لا يعود".

"حضرت ابن عباس سے مرفوعاً روایت نقل کی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افتتاح نماز میں رفع یدین فرماتے، اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے"۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وينبغي أن يُعَدَّ من دلائلنا رواية كل من استقصى صفة الصلوة ولم يذكر رفع اليدين"[1]

"ہمارے دلائل میں وہ احادیث بھی شامل ہیں جن میں نماز کے طریقہ کا بیان ہے، لیکن رفع یدین کا تذکرہ نہیں"۔

☆......☆......☆......☆......☆

(۱) (معارف السنن، كتاب الصلوة، باب رفع اليدين عند الركوع: ۲/۴٦۲-۴٦۳- سعيد).

قائلین رفع کے دلائل

۱- عن سالم بن عبدالله، عن أبيه قال: رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم إذا قام في الصلوة رفع يديه حتى تكونا حذو منكبيه، وكان يفعل ذلك حين يكبر للركوع، ويفعل ذلك إذا رفع رأسه من الركوع"(۱).

"حضرت عبداللہ بن عمر راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے، اسی طرح رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھنے کے بعد رفع یدین کرتے تھے"۔

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہم مثبت ہیں کہ رفع یدین کو ثابت کرتے ہیں اور آپ رفع یدین کی نفی کرتے ہیں ... ہے "المثبت مقدم على النفي" لہٰذا وہی بات معتبر ہوگی جس کے قائل ہم ہیں۔

... مقدم علی النفی کی توضیح

"قواعد الفقہ" میں یہ قاعدہ مذکور ہے لیکن اس کی شرح میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ اثبات نفی پر اس وقت ... جب نفی مدلول النص نہ ہو، اگر نفی مدلول النص ہو تو پھر وہ بھی اثبات کے معارض ہوگی (۲)۔

... وقت ترجیح کے دوسرے طرق کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

جواب: ... حنیفہ کا صحیح قول رفع یدین کے بارے میں خلاف اولیٰ کا ہے، اس کی اباحت سے ہمیں انکار ... یوسف بنوری فرماتے ہیں: "ثم اعلم أن الرفع قبل الركوع وبعده غير معمول به وغير مندوب ... لحنفية لا أنه مكروه"(۳).

... للبخاري، كتاب الأذان، باب رفع اليدين إذا كبر: ۱/۱۰۲، قديمي).

... الفقه: ۵۳، الصدف پبلشرز).

... السنن، كتاب الصلوة، باب رفع اليدين عند الركوع: ۲/٤٥٨، سعيد).

اس لئے ہم کہتے ہیں کہ اسے ترک کیا جائے گا۔ باقی آپ کی ذکر کردہ احادیث وجود وثبوت رفع یدین پر دلالت کرتی ہیں لیکن وجوب ودوام رفع یدین پر دال نہیں:

"وأما دوام العمل بالرفع فلم يثبت عن واحد منهم فضلاً عن العشرة"(۱). "رفع یدین پر کسی ایک صحابی سے سند صحیح سے ثابت نہیں چہ جائیکہ عشرہ مبشرہ سے ثابت ہو"۔ ثبوت الشئ لايستلزم كونه واجباً او سنة. ثبوت الشئ اور ہے اور وجوب الشئ اور ہے۔

۲- حضرت ابن عمر سے رفع وترک رفع دونوں قسم کی روایات ثابت ہیں، اگر آپ بھی علماء محققین کی طرح اسے فعل اختیاری تسلیم کرتے ہیں تو مناظرے کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ اس بات کے قائل ہیں کہ صرف [illegible] رفع یدین تو اس کی وضاحت کریں کہ رفع الیدین مقدم ہے یا ترک الرفع؟ اگر ترک مقدم اور رفع مؤخر ہے [illegible] یدین کو ترجیح ہوگی بصورت دیگر رفع مقدم اور ترک مؤخر ہو تو حنفیہ کی بات معتبر ہوگی۔ ماہرین فن اور محدثین کا [illegible] اور طرز اس پر دلالت کرتا ہے کہ رفع الیدین مقدم اور ترک رفع مؤخر ہے۔

۳- مذکورہ حدیث میں کئی قسم کے اضطراب ہیں: جیسا کہ علامہ یوسف بنوری فرماتے ہیں:

"الأول: بذكر الرفع في الافتتاح فقط كما في "المدونة الكبرى" عن مالك، وسرد [illegible] في أدلة الترك. أنظر "المدونة". (۱/۷۱).

الثاني: بذكر الرفع في الافتتاح وبعد الركوع، وهو سياق "الموطا" لمالك [illegible] الموضعين، ولم يذكر الرفع عند الركوع، وهو رواية يحي، وتابعه القعنبي والشافعي ومعن [illegible] الزبيدي وجماعة كما يقوله ابن عبدالبر، وقد تابع مالكاً ابن عيينه ويونس وغيرهما عن الزهري.

الثالث: بذكر الرفع في المواضع الثلاثة، وهو رواية ابن وهب ومحمد بن الحسن [illegible] القاسم وجماعة عن مالك، وليس في "الموطأ" من رواية الصمودي".

الرابع: بزيادة الرفع بعد الركعتين ماعدا المواضع الثلاثة من طريق نافع عند البخاري في "صحيحه" فيكون الرفع في أربعة مواضع، وهو وإن اختلف فيه رفعاً ووقفاً لكن الحافظ [illegible] يرجح الرفع، ويزعمه ابن خزيمة سنة، ويلزم ابن دقيق العيد الشافعي به لقاعدته بالأ[illegible]

(۱) (معارف السنن، كتاب الصلوة، باب رفع اليدين عند الركوع: ۲/۴۶۸، سعيد).

من الزيادة.

الخامس: بزيادة الرفع للسجود ماعدا المواضع الأربعة عند البخاري في "جزئه" من طريق ... يكون الرفع في خمسة مواضع".

السادس: بذكر الرفع في كل خفض ورفع وركوع وسجود وقيام وقعود وبين السجدتين ... الطحاوي في "مشكل الآثار" كما حكاه الحافظ في "الفتح". (۲/۱۸۵)(۱).

''امام مالک نے اسی روایت کو''المدونۃ الکبریٰ''.(۶۹/۱) میں نقل کیا اس میں صرف رفع الیدین عندالافتتاح کا ذکر ہے، رفع الیدین عندالرکوع وعند رفع الراس کا تذکرہ نہیں۔ چونکہ رفع عندالافتتاح متفق علیہ تھا اسی لئے امام مالک نے اسے ذکر کیا۔ عندالرکوع ورفع الرأس منہ کے ذکر کو بنا بر اختلاف ترک کیا۔

''موطا'' میں بھی یحیٰ کی روایت سے رفع الیدین عندالافتتاح وبعد رفع الرأس من الرکوع معلوم ہوتا ہے۔ یحیٰ کی متابعت کرنے والوں میں قعنبی، شافعی، معن، ابن نافع زبیدی وغیرہ ہیں۔ جب کہ ابن عیینہ اور یونس زھری سے امام مالک کی متابعت کرتے ہیں۔ اس روایت میں دو جگہ رفع یدین کا ثبوت ہے۔

امام مالک سے ابن وھب، محمد بن الحسن، ابن القاسم تین جگہ عندالافتتاح، وعندالرکوع وبعد رفع الرأس من الرکوع رفع یدین نقل کرتے ہیں۔

''بخاری'' میں بطریق نافع چار جگہ رفع یدین کا ذکر ہے، اگر چہ اس روایت کے وقف اور رفع میں اختلاف ہے لیکن حافظ ابن حجر نے رفع کو ترجیح دی۔

''جزء رفع الیدین للبخاری'' میں پانچ جگہ رفع یدین کا ذکر ہے۔

''مشکل الآثار'' میں امام طحاوی نے روایت نقل کی اس میں کل خفض ورفع رفع یدین کا تذکرہ ہے''۔

احادیث میں رفع الیدین مرۃ واحدۃ، مرتین، ثلاث مرات سے لے کر عند کل خفض ورفع رفع ...

... السنن، كتاب الصلوة، باب رفع اليدين عند الركوع: ۲/۴۷۲-۴۷۴، سعيد).

. رتے، لیکن نہ آپ چار کے قائل نہ پانچ کے اور نہ ہی کل خفض و رفع کے۔ جس طرح آپ ان کو چھوڑتے ہیں حالانکہ وہ بھی صحیح سند سے ثابت ہیں اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ باقی کو بھی چھوڑ دو۔ کچھ نسخ کے قائل تو آپ بھی ہیں، لہذا قبل الرکوع و بعد الرکوع کو بھی ملا لیں۔

رفع الیدین بین السجدتین کے بارے میں علامہ ناصر الدین البانی نے غیر مقلدین سے خود شکوہ کیا کہ یہ بھی صحیح سند سے ثابت ہے لیکن ہمارے حضرات اس پر عمل نہیں کرتے۔

"قد صح عنه صلى الله تعالى عليه وسلم الرفع في السجود، ومع كل تكبيرة عن جماعة من الصحابة، وقد تكلمت على أحاديثهم في تخريج أحاديث "صفة صلوة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم" ومن المقرر في الأصول أن المثبت مقدم على النافي، والعمل بها هو الراجح ولو أحياناً، وقد قال به جماعة من الأئمة منهم أحمد في رواية الأثرم"(۱).

۴- امام مالک نے اس روایت کو نہیں لیا کہ مرفوع إلى النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں بلکہ موقوف علی ابن عمر ہے کیونکہ نافع نے موقوفاً اور سالم نے مرفوعاً اسے نقل کیا۔ رفع اور وقف میں نافع و سالم کا اختلاف ہو گیا۔ امام فرماتے ہیں: الأصل صيانة الصلاة عن هذه الأفعال. تو حدیث موقوف یا ایسی حدیث جس کے رفع و وقف میں اختلاف ہو اس کی وجہ سے نماز میں زیادتی کی اجازت نہ ہوگی۔

"وقال الأصيلي: ولم يأخذ به مالك؛ لأن نافعاً وقفه على ابن عمر، وهو أحد الأربع اختلف فيها سالم ونافع ...... لأن سالماً ونافعاً لما اختلفا في رفعه ووقفه، تركه مالك في المشهور القول باستحباب ذلك؛ لأن الأصل صيانة الصلوة عن الأفعال. انتهى كلامه"(۲).

دوسری دلیل

"عن نافع أن ابن عمر كان إذا دخل في الصلوة كبر ورفع يديه، وإذا ركع رفع يديه وإذا قال: سمع الله لمن حمده رفع يديه، وإذا قام من الركعتين رفع يديه، ورفع ذلك ابن عمر إلى

(۱) (تعليق الشيخ العلامة الألباني على المشكوة، باب صفة الصلوة، الفصل الأول: ۱/۲٤۸).

(۲) (معارف السنن، كتاب الصلوة، باب رفع اليدين عند الركوع: ۲/٤٥۳-٤٥٤، سعيد).

صلى الله تعالىٰ عليه وسلم"(۱).

''نافع روای ہیں کہ ابن عمر جب نماز پڑھتے تو تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے، جب رکوع کرتے پھر رفع یدین کرتے، اسی طرح سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے بعد رفع یدین کرتے، جب تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے پھر رفع یدین کرتے۔ ابن عمر اسے مرفوع الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں''۔

جواب: حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: عبدالاعلیٰ سے غلطی ہوئی کہ انہوں نے اسے مرفوع قرار دیا: "حكى ... عن بعض مشايخه أنه أومأ إلى أن عبدالأعلى أخطأ في رفعه"(۲).

... حنبل

حدثنا أحمد بن حنبل: قال حدثنا أبو عاصم الضحاك بن مخلد ح وحدثنا مسدد قال ... وهذا حديث أحمد، قال أخبرنا عبدالحميد يعني ابن جعفر، أخبرني محمد بن عمرو بن ... قال: سمعت أبا حُمَيْد الساعدي في عشرة من أصحاب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه ... أبو قتادة، قال أبو حميد: أنا أعلمكم بصلوة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قالوا: ... ما كنت بأكثرنا له تبعةً، ولا أقدمنا له صحبةً، قال: بلى، قالوا: فأعرض: قال: كان رسول ... تعالىٰ عليه وسلم إذا قام إلى الصلوة يرفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه، ثم يكبر حتى ... عظم منه في موضعه معتدلاً، ثم يقرأ، ثم يكبر فيرفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه، ... راحتيه على ركبتيه، ثم يعتدل فلا ينصبُ رأسه ولا يُقنع، ثم يرفع رأسه فيقول: سمع ... حمده، ثم يرفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه معتدلاً، ثم يقول: الله أكبر، ثم يهوى إلى ... يجافي يديه عن جنبيه، ثم يرفع رأسه ويثني رجله اليُسرىٰ ويقعد عليها، ويفتح أصابع ... سجد، ثم يسجد، ثم يقول: الله أكبر، ويرفع رأسه ويثني رجله اليُسرى، فيقعُد عليها ... كل عظم إلى موضعه، ثم يصنع في الأخرى مثل ذلك، ثم إذا قام من الركعتين، كبر

... البخاري، كتاب الأذان، باب رفع اليدين إذا قام من الركعتين: ۱۰۲/۱).

... كتاب الأذان، باب رفع اليدين إذا قام من الركعتين: ۲۸۳/۲، قديمي).

ورفع يديه حتى يحاذى بهما منكبيه كما كبر عند افتتاح الصلوة، ثم يصنع ذلك في كل بقية صلاته حتى إذا كانت السجدة التي فيها التسليم أخر رجله اليسرى، وقعد متوركاً على شقه الأيسر، قالوا: صدقت، هكذا كان يصلي صلى الله تعالى عليه وسلم "(۱).

''حضرت ابوحمید ساعدی کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے آقائے نامدار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دس صحابہ کی جماعت جن میں ابوقتادہ بھی تھے سے کہا، میں رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نماز کے طریقے کو تم سے زیادہ اچھی طرح جانتا ہوں، انہوں نے کہا: یہ کیسے؟ قسم بخدا تم نہ ہم سے زیادہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے متبع رہے نہ ہی آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی صحبت میں ہم سے پہلے آئے، ابوحمید نے کہا: اگر چہ ایسا ہی ہے لیکن اس کے باوجود میں آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نماز تم سے زیادہ جانتا ہوں، صحابہ کی جماعت نے کہا: اچھا بیان کیجئے، ابوحمید نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھاتے اور رکوع میں جا کر دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے اور کمر سیدھی کر لیتے، سر کو نہ نیچا کرتے نہ بلند کرتے، پھر سر اٹھاتے وقت "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے اور دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھاتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے، پھر تکبیر کہتے ہوئے زمین کی طرف جھکتے اور سجدہ کرتے اور سجدے میں اپنے دونوں ہاتھ اپنے پہلوؤں سے الگ اور اپنے پیروں کی انگلیوں کو موڑ کر (قبلہ رخ) رکھتے، پھر سجدے سے سر اٹھاتے اور بایاں پاؤں موڑ کر اس پر سیدھے بیٹھ جاتے، یہاں تک کہ ہر عضو اپنی جگہ پر آجاتا، پھر تکبیر کہتے ہوئے دوسرے سجدے میں چلے جاتے، پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدے سے اٹھتے اور بایاں پاؤں موڑ کر اس پر اطمینان سے بیٹھتے یہاں تک کہ بدن کا ہر عضو اپنی جگہ پر آجاتا، پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے اور جب دو رکعت پڑھنے کے بعد کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں تک اٹھاتے جیسا کہ نماز شروع کرتے وقت تکبیر کہتے تھے، پھر باقی نماز اسی طرح پڑھتے ۔اور جب وہ سجدہ کر چکتے جس کے بعد سلام پھیرا جاتا ہے تو اپنا بایاں پیر باہر نکال

(۱) (سنن أبوداود، كتاب الصلوة، باب افتتاح الصلوة: ۱۱۳/۱، إمداديه).

اور بائیں کولہے پر بیٹھ جاتے، پھر سلام پھیرتے، سب نے کہا بے شک آپ نے سچ کہا، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی طرح نماز پڑھتے تھے"۔

جواب: اس کی سند میں کلام ہے۔ عبدالحمید بن جعفر کو سفیان ثوری نے ضعیف قرار دیا۔ وکان الثوری يضعفه من أجل القدر(۱).

محمد بن عمر عطاء، ابوحمید الساعدی سے نقل کرتے ہیں جب کہ ان کا سماع ابوحمید سے ثابت نہیں۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وأما حديث عبدالحميد بن جعفر فإنهم يضعفون عبدالحميد، فلا يقيمون به حجة، فكيف يحتجون به في مثل هذا، ومع ذلك فإن محمد بن عمر بن عطاء لم يسمع ذلك الحديث من أبي حميد ولا ممن ذكر معه في ذلك الحديث، بينهما رجل مجهول"(۲).

نیز اس میں اضطراب بھی ہے۔ "ابوداؤد" میں ہے: محمد بن عمر قال: سمعت أبا حميد الساعدي، "سنن الکبریٰ" میں ہے: محمد بن عمر بن عباس بن سهل عن أبي حميد الساعدي ، پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ عباس بن سہل ہیں یا عیاش بن سہل؟

غیر مقلدین نے اس اضطراب کو اس طرح حل کیا کہ محمد بن عمر نے دونوں طریقوں سے اس روایت کو نقل کیا، بلاواسطہ بھی اور بالواسطہ بھی۔ لیکن حافظ ابن حجر نے سختی سے اس کی تردید کی ہے: "ولا يمكن السماع [سماع محمد بن عمر] من أبي حميد الساعدي؛ لأن السياق يأبى ذلك كل الإباء"(۳).

چوتھی دلیل

أخبرنا محمدبن المثنى، قال حدثنا ابن أبي عدي، عن شعبة، عن قتادة، عن نصر بن عاصم، عن مالك بن الحويرث أنه رأى النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم رفع يديه في صلوته، وإذا ركع، وإذا رفع رأسه من الركوع، وإذا سجد، وإذا رفع رأسه من السجود حتى يحاذي بهما فروع أذنيه"(٤).

---

(۱) تهذيب التهذيب: ٦/١١٢، دار صادر).

(۲) شرح معاني الآثار، كتاب الصلوة، باب التكبير للركوع: ١/١٥٦، سعيد).

(۳) التلخيص الحبير: ١/٣٦٦، مكتبة نزار مصطفىٰ الباز مكة).

(٤) سنن النسائي، كتاب الافتتاح، باب رفع اليدين للسجود: ١/١٦٥، قديمي).

''حضرت مالک بن حویرث راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابتداء نماز، بوقت رکوع، رکوع سے اٹھنے کے بعد، سجدہ کرتے وقت، سجدے سے اٹھنے کے بعد رفع یدین کرتے، یہاں تک کہ ہاتھ کانوں کی لو کے برابر ہو جاتے''۔

جواب: روایت مذکورہ میں قبل السجدۃ وبعد السجدۃ بھی رفع یدین کا ذکر ہے، اس کو آپ بھی ترک کرتے ہیں پھر بھی عامل بالحدیث! اور ہم اس کے ساتھ تواتر عملی ودیگر دلائل کی بناء پر قبل الرکوع وبعد الرکوع رفع ترک کرتے ہیں تو تارک حدیث کہلاتے ہیں۔ هل هذا إلا تعسف.

فائدہ: مذکورہ حدیث کی سند میں شعبة عن قتادة کے متعلق علامہ انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں کہ یہ تصحیف ہے اصل سعید عن قتادة ہے: "وقع في نسخة "النسائي" المطبوعة بالهند: شعبة عن قتادة بدل سعيد عن قتادة، وهو تصحيف، صرح عليه شيخنا أيضاً في "نيل الفرقدين"(۱).

مذکورہ تمام دلائل ثبوت رفع یدین پر دال ہیں اور ہم ثبوت کے منکر نہیں نہ ہی ہم ثبوت اور عدم ثبوت پر مناظرہ کرنے کے قائل ہیں۔ مسئلہ تو وجوبیت کا ہے، اس پر دلیل ناطق درکار ہے۔

''بخاری شریف'' میں صفت صلاۃ کے متعلق کئی احادیث موجود ہیں لیکن رفع یدین کا ذکر دو روایتوں میں ہے۔ باقی حضرات صفت صلوۃ کو نقل کرتے ہیں لیکن رفع یدین کا تذکرہ نہیں کرتے۔ یا تو اس لئے کہ وہ رفع یدین کے قائل ہی نہیں تھے یا پھر اس لئے کہ قائل تھے لیکن اسے امر اختیاری قرار دیتے تھے، ہر دو صورتوں میں وجوبیت یا سنیت کا اثبات نہیں ہو سکتا۔

ارخاء العنان

ثبوت رفع کو تو ہم مانتے ہیں (علی سبیل التسلیم) مان لیتے ہیں کہ رفع یدین واجب ہے لیکن بقاء علی ذٰلک الفعل اور دوام علی ذٰلک الفعل دکھا دیں کہ آخر تک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معمول رفع یدین کا رہا۔

☆......☆......☆......☆......☆

(۱) (معارف السنن، کتاب الصلوة، باب رفع اليدين عند الركوع: ۲/۴۵٦، سعيد).

دوام رفع پر غیر مقلدین کے دلائل

۱- عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان إذا افتتح الصلوة رفع يديه، [و إذا] ركع، وإذا رفع رأسه من الركوع، وكان لايفعل ذلك في السجود، فما زالت تلك صلاته حتى [لقي الله] تعالى(۱).

"حضرت ابن عمر راوی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے، رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد بھی رفع یدین کرتے، سجدے میں رفع یدین نہیں کرتے تھے، وفات تک آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا معمول اسی طرح نماز پڑھنے کا تھا"۔

[جواب]: یہ حدیث سنداً درست نہیں۔ اس میں عصمة بن محمد الانصاری ایک راوی ہیں جن کے بارے میں [قال] أبو حاتم: ليس بالقوى، وقال يحى: كذاب، وقال العقيلي: يحدث بالبواطيل عن [الثقات، وقال] الدار قطني وغيره: متروك"(۲).

[علامہ محمد] یوسف بنوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "فيه عبد الرحمن بن قريش، اتهمه سليماني بوضع [الحديث، وفي]ه عصمة بن محمد الأنصاري، قال يحى: كذاب يضع الحديث. وقال الدار قطني [وغيره: متروك]، ومن المولم جداً حكاية الحافظ في "التلخيص" إياه وسكوته على مثله، وهو أعلم [بحاله، ولا] حول ولا قوة إلا بالله"(۳).

---

(۱) [البیہقی]، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة: ۴۸۳/۱، حقانية).

(۲) [میزان الاعتدال]: ۶۸/۳، عيسى البابي الحلبي).

(۳) [معارف السنن]، كتاب الصلوة، باب رفع اليدين عند الركوع: ۴۷۷/۲، سعيد).

لفظ ”کان“ سے دوام پر استدلال

۲-روایات میں رفع یدین سے متعلق لفظ ”کان یرفع یدیہ“ موجود ہے۔اور ”کان“ جب مضارع پر داخل ہو تو ماضی استمراری کا فائدہ دیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ رفع یدین کرنا ہمیشہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی، اس سے دوام ثابت ہوتا ہے۔

جواب: لفظ ”کان“ سے دوام ثابت کرنا درست نہیں، کیوں کہ ”مسلم“ میں ”کان ینصرف عن یمینہ“ کے الفاظ بھی موجود ہیں(۱)۔

تو مطلب یہ ہوگا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ نماز کے بعد دائیں طرف پھرتے تھے، ”ابوداؤد“ کی روایت میں ہے: ”شیطان کو اپنے اوپر غلبہ نہ دو اور شیطان کے لئے نماز میں سے حصہ مقرر نہ کرو کہ لئے ہمیشہ دائیں جانب نہ پھرو کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بائیں جانب بھی پھرتے تھے“(۲)۔

پھر ”کان ینصرف عن یمینہ“ کا کیا معنی؟ نیز ”کان ینام وھو جنب“، ”کان یطوف علی نسائہ بغسلٍ واحدٍ“ کا کیا معنی کریں گے؟ جب کہ روایات میں ہے کہ آپ غسل کر کے سوتے تھے اور یغتسل عند ھذہ ویغتسل عند ھذہ. اگر ان احادیث میں بھی آپ کے ذکر کردہ قاعدے کو تسلیم کیا جائے کہ ”کان“ مضارع پر داخل ہو کر ماضی استمراری کا فائدہ دیتا ہے۔ تو ان احادیث کا معنی درست نہ ہوگا۔

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”فإن المختار الذی علیه الأکثرون والمحققون من الأصولیین أن لفظ ”کان“ لایلزم منه الدوام ولا التکرار، فإنما هی فعل ماضٍ یدل علی وقوعه مرةً، فإن دل دلیل علی التکرار عمل به وإلا فلا تقتضیه بوضعها، وقد قالت عائشة: کنت أطیب رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم لحله قبل أن یطوف، ومعلوم أنه لم یحج بعد أن صحبته عائشة إلا حجة واحدة وهی حجة الوداع، فاستعملت ”کان“ فی مرةٍ واحدةٍ(۳).

---

(۱) (الصحیح لمسلم، کتاب صلوة المسافر، باب جواز الانصراف عن الیمین والشمال: ۲۴۷/۱، قدیمی).

(۲) (سنن أبوداود، کتاب الصلوة، باب کیف الانصراف من الصلوة: ۱۵۶/۱، إمدادیه).

(۳) (شرح النووی، کتاب الصلوة، باب صلوة اللیل وعدد رکعات النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم

"إذا" سے دوام پر استدلال

۳- لفظ "إذا" سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ روایات میں لفظ "إذا" آتا ہے، معنی یہ ہے کہ جب بھی رکوع سے جاتے اور جب بھی رکوع سے اٹھتے، "إذا" عموم اوقات کے لئے ہے۔

جواب: "إذا" ہمیشہ عموم اوقات کیلئے نہیں ہوتا بلکہ "إن" کے معنی میں بھی آتا ہے، جیسے: "من نسي صلاة قبلها إذا ذكرها".

لیکن اس پر اشکال ہوتا ہے کہ آپ تکبیر تحریمہ کے دوام پر بھی لفظ "اذا" سے استدلال کرتے ہیں، تو یہ دوام کیسے ثابت ہوتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ: "لا تثبت الدوام والمواظبة عند الافتتاح بنقل الرفع حسب بل بمجموع: أي بنقل الرفع عندنا لتكبيرة الافتتاح وبعدم نقل الترك عنده"(۱).

"تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین پر دوام ومواظبت صرف ثبوت رفع کی وجہ سے ثابت نہیں کیونکہ ہم اسے مجموع یعنی بوقت تحریمہ ثبوت رفع وعدم ثبوت ترک دونوں کے مجموعے سے ثابت کرتے ہیں"۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین میں کوئی اختلاف نہیں، اس لئے کہ یہاں ترک رفع کے دلائل ہی نہیں، بخلاف رفع الیدین قبل الرکوع وبعد الرکوع کے کہ اس میں اختلاف ہے، اس لئے کہ وہاں ترک رفع کے دلائل موجود ہیں۔ تب ہی تو صحابہ کی ایک جماعت اور امام مالک، امام ابوحنیفہ، اہل مدینہ، اہل کوفہ وغیرہ ترک رفع کے قائل ہیں۔

"قال الحافظ: لم يختلفوا أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان يرفع يديه إذا افتتح الصلاة"(۲).

۴- مالک بن حویرث کی روایت سے بھی دوام رفع یدین پر استدلال کرتے ہیں: "عن أبي قلابة أنه رأى مالك بن الحويرث إذا صلى كبر ورفع يديه، وإذا أراد أن يركع رفع يديه، وإذا رفع رأسه من

---

(۱) معارف السنن: ۲/۱۰۷، مكتبه صفدريه).

(۲) فتح الباري، كتاب الأذان، باب رفع اليدين في التكبيرة الأولى: ۲/۲۷۹، قديمي).

الركوع رفع يديه، وحدث أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم صنع هكذا"(١).

''حضرت ابوقلابہ راوی ہیں کہ مالک بن حویرث کو میں نے نماز پڑھتے دیکھا، بوقت تحریمہ، رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھنے کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ مالک بن حویرث فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے ہی نماز پڑھی''۔

اس روایت اور اسی طرح ابوحمید الساعدی کی روایت سے دوام پر استدلال کیا جاتا ہے، لیکن یہ استدلال درست نہیں، کیونکہ مالک بن حویرث نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت میں صرف بیس دن رہے:

"عن أبي قلابة، قال: حدثنا مالك، قال: أتينا النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ونحن شببة متقاربون، فأقمنا عنده عشرين يوماً وليلةً"(٢).

اور نہ ہی اپنی رؤیت کا تذکرہ کرتے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ مرسل صحابی ہو، یہی حال ابوحمید الساعدی کا ہے آپ کو بھی صحبت نبوی کبھی کبھار ہی میسر ہوتی تھی، لہٰذا ان سے دوام پر کیسے استدلال کیا جاسکتا ہے؟

رفع الیدین بین السجدتین کا ثبوت

علاوہ ازیں یہی مالک بن حویرث رفع الیدین بین السجدتین کو ذکر کرتے ہیں: "عن مالك بن الحويرث أنه رأى النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم رفع يديه في صلاته، وإذا ركع، وإذا رفع رأسه من الركوع، وإذا سجد، وإذا رفع رأسه من السجود، حتى يحاذي بهما فروع أذنيه"(٣).

اگر آپ ان کی روایت سے قبل الرکوع وبعد الرکوع دوام رفع ثابت کرتے ہیں تو بین السجدتین تو قف کیوں؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ''مجمع الزوائد'': ٢/١٠١، میں ہے: "إن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يرفع يديه في الركوع والسجود"(٤). ''نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع وسجدہ میں رفع یدین کرتے تھے''۔

---

(١) (الصحيح للبخاري، كتاب الأذان، باب رفع اليدين إذا كبر وإذا ركع وإذا رفع: ١٠٢/١، قديمي)

(٢) (الصحيح للبخاري، كتاب الأذان، باب الأذان للمسافر: ٨٨/١، قديمي).

(٣) (سنن النسائي، كتاب الصلوة، باب رفع اليدين للسجود: ١٦٥/١، قديمي).

(٤) (مجمع الزوائد، باب رفع اليدين في الصلوة: ١٠١/٢، دار الفكر).

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "رواہ أبو یعلی، ورجاله رجال الصحیح". صحیح حدیث ہے، نیز آپ کے قاعدے کے مطابق یہاں بھی فعل مضارع پر لفظ "کان" داخل ہے۔ یعنی ہمیشہ والا عمل ہے جب کہ آپ نے اسے چھوڑ دیا ہوا ہے پھر بھی تارک حدیث نہیں بلکہ عامل بالحدیث ہیں اور ہم قبل الرکوع و بعد الرکوع کو ترک کر کے تارک حدیث بن گئے۔ یاللعجب!

"ابوداؤد" میں وائل بن حجر سے روایت ہے: "وإذا رفع رأسه من السجود أيضاً رفع يديه" (۱).

اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ رفع بین السجدتین عبدالوارث کا تفرد ہے، ہم اسے نقل نہیں کرتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عبدالوارث بن سعید ثقہ ہیں۔ وزیادة الثقة مقبولة.

"[عبدالوارث] الحافظ الثبت أبو عبيدة العنبري، وقال: لم يتأخر عنه أحد لاتقانه ودينه" (۲).

"كان يحيى بن سعيد يثبته، فإذا خالف أحد من أصحابه قال ما قال عبدالوارث" (۳).

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: "قال: رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يرفع يديه حين يفتتح الصلوة وحين يركع وحين يسجد" (٤).

علامہ نیموی رحمہ اللہ صاحب "آثار السنن" فرماتے ہیں: اس روایت کو "ابن ماجہ" اور "طحاوی" نے بھی نقل کیا ہے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ سند میں اسمٰعیل بن عیاش ہے وہ بھی صدوق ہے۔

علامہ نووی نے بعض محدثین کا مسلک رفع بین السجدتین نقل کیا ہے، احادیث صحیحہ میں ہے جب ہی تو ان کا مسلک ہے: "قال أبو بكر بن المنذر وأبو علي الطبري من أصحابنا وبعض أهل الحديث: يستحب في السجود" (۵).

مذکورہ احادیث سے بخوبی یہ بات ثابت ہوگئی کہ رفع یدین بین السجدتین ثابت ہے، اگر آپ اسے واجب سمجھتے تو کوئی ایسی حدیث دکھائیں جس میں ہو کہ رفع بین السجدتین واجب نہیں لیکن قبل الرکوع و بعد الرکوع

(۱) سنن أبي داؤد، كتاب الصلوة، باب رفع اليدين: ۱/۱۱۶.

(۲) تذكرة الحفاظ: ۱/۲۵۷، رقم: ۲۴۳، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

(۳) تهذيب التهذيب: ۶/۴۴۳، دائرة المعارف النظاميه، دكن.

(٤) آثار السنن: ۱۳۲، إمدادية.

(۵) شرح النووي، كتاب الصلوة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبيرة الإحرام: ۱/۱۶۸.

واجب ہے۔

ابن رشد ''بدایۃ المجتہد'' میں فرماتے ہیں: "وذهب بعض أهل الحديث إلى رفعهما عند السجود وعند الرفع عنه"(۱).

الاثبات مقدم علی النفی کی وضاحت

غیر مقلدین کہتے ہیں آپ جو روایات پیش کرتے ہیں وہ نافی ہیں اور ہم جو روایات پیش کرتے ہیں وہ مثبت ہیں اور عند التعارض بین النافی والمثبت مثبت کو ترجیح ہوتی ہے جیسا کہ آپ کے ہاں بھی مشہور قاعدہ ہے۔ لہٰذا رفع یدین کی حدیثیں راجح اور ترک کی مرجوح ہوں گی تو یکون العمل علی الراجح.

جواب: اگر آپ مثبت پر عمل کرتے ہیں تو مکمل عمل کریں، مثبت میں رفع بین السجدتین، رفع القیام إلى الركعة الثالثة. بلکہ عند کل خفض ورفع بھی ہے۔ بعض کو لینا اور باقی کو چھوڑنا اُخذ بالمثبت نہیں بالفرض اگر ہم نے مثبت کو چھوڑا تو آپ بھی تارک مثبت ہیں۔

آپ کے شیخ الکل فی الکل مولانا نذیر حسین صاحب ''معیار الحق'' میں اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ مدلول نص ہو تو وہ مرجوح نہیں بلکہ معارض مثبت بنے گی، کیوں کہ معارض کے لئے ضروری ہے کہ دونوں دلیل ہوں، اور ترک رفع کی نفی مدلول نص ہے کہ جس طرح رفع پر نص موجود ہے نفی پر بھی نص ہے۔ یہ نفی عدم مدلول النص نہیں، لہٰذا مثبت کے برابر ہوگی اور تطبیق کے لئے دوسری ترجیحات کو اختیار کیا جائے گا۔

"الاثبات مقدم على النفي". اس قاعدے کو اگر علی الاطلاق رکھتے ہیں تو درحقیقت مثبت طرح کہ اثبات کا مشہور معنی الاثبات مالا يشتمل على السلب یا مالا یکون مشتملاً علی السلب اثبات کا ایک اور معنی ہے کہ اثبات اور مثبت اس کو کہا جاتا ہے جو ایک امر جدید اور امر حادث کو ثابت کرے ہیں کہ پہلے رفع یدین تھا بعد میں متروک ہو گیا ہم اس چیز کو ثابت کر رہے ہیں جو زمانہ ماضی میں نہیں تھی رفع یدین ہے اور یہی اثبات کا معنی ہے، اور رفع یدین نفی ہے اس لئے الاثبات مقدم علی النفی کے قاعدے ترک رفع یدین کو ترجیح ہوگی۔

غیر مقلدین میں سے مولانا عبد التواب ملتانی ''مصنف ابن أبی شیبہ'' کی رفع بین السجدتین والی

(۱) (بداية المجتهد، كتاب الصلوة، باب المواضع التي ترفع فيهما الأيدي: ۲/۲٤۸، عباس أحمد ...

تحقیق: "تعارضت فیه روایة الفعل والترك، والأصل العدم". اسی طرح ہم بھی کہیں گے: تعارضت الفعل والترك فی الرفع عندالرکوع وعند رفع الرأس من الرکوع، والأصل العدم. ایک (بین السجدتین) میں آپ نے عدم کو اصل قرار دیا تو دوسرے (رکوع و بعد الرکوع) میں ہم عدم کو اصل قرار دیتے ہیں۔

علامہ شوکانی نے بھی ایسی بات کہی فرماتے ہیں: رفع الیدین بین السجدتین کے سلسلے میں فعل اور ترک دونوں موجود ہیں اور اصل میں چونکہ نہ کرنا تھا اس لئے: "فالواجب البقاء علی النفی السابق" (۱).

اسے "إبقا ماکان علی ماکان" بھی کہتے ہیں، یہی إبقاء ماکان علی ماکان عندالرکوع وبعد الرکوع میں بھی جاری ہوگا۔

حدیث صحیحین کا مسئلہ

۔رفع الیدین کی روایات صحاح ستہ میں اور خصوصیت کے ساتھ بخاری و مسلم میں پائی جاتی ہیں اور ترک کی روایت صرف سنن میں ہیں، لہٰذا صحیحین کی روایت کو غیر صحیحین کی روایات پر ترجیح ہوگی۔

جواب: صحیحین کو صحیح کہنے کا مطلب اگر یہ ہے کہ ان میں تمام احادیث صحیح اور کوئی متکلم فیہ نہیں تو یہ بات درست۔ سنن اربعہ کو تغلیباً صحاح کہا جاتا ہے۔ صحیحین میں اگرچہ احادیث صحیحہ ہیں لیکن ان کی بعض احادیث میں کلام ہے۔ ترجیح کا مدار کتاب کو بنانا عجیب ہے بلکہ مدار تو شرائط ہیں، اب وہ شرائط جس حدیث میں پائی جائیں وہ راجح ہوگی، چاہے وہ کسی بھی کتاب کی ہو۔ علاوہ ازیں حذف مکررات کے بعد بخاری میں تقریباً چار ہزار روایتیں ہیں، باقی آثار موقوفات اور امام بخاری کی آراء ہیں تو تابعین اور امام بخاری کی آراء آپ کے نزدیک حجت اور امام مجتہد مطلق تابعی کی آراء سے خدا واسطے کا بیر! هل هذا إلا تعصب.

نیز صحیحین میں ہی مالک بن حویرث کی رفع بین السجدتین والی روایت ہے، اسے آپ نے بھی ترک کیا اور حدیث صحیحین نہیں، تعجب ہے۔ علاوہ ازیں جن روایتوں سے ہم استدلال کرتے ہیں وہ روایتیں بھی محدثین کے معیار صحیح اترتی ہیں اور بعض علی شرط الشیخین ہیں گویا کہ وہ بھی صحیحین کی روایات ہیں۔

حافظ ابن حجر نے "نخبۃ الفکر" میں لکھا: ایک حدیث فائق افضل اور اصح ہے اور دوسری حدیث مفوق ومفضول

۱۔ الأوطار، مواضع رفع الیدین فی الصلوة: ۱۹۶/۲، عباس أحمد الباز مکة).

لیکن کبھی اس مفضول ومفوق کے ساتھ ایسے قرائن مل جاتے ہیں جن کی وجہ سے مفضول فائق وافضل بن جاتی ہے۔

بنابریں ترک رفع کی احادیث اگر مفضول ومفوق ہیں (کما ھو زعمکم) تو انہیں ایسے قرائن کا حصول حاصل ہے جو انہیں فائق وافضل بناتے ہیں۔ سیاتی ذکر القرائن.

صحیحین کی روایات اگرچہ ثبوت رفع پر دال ہیں لیکن دوام رفع پر دلالت نہیں کرتیں، دوام سے ساکت ہیں۔ بخلاف اصحاب سنن کے کہ وہ تصریح کرتے ہیں کہ رفع الیدین کی حیثیت ترک کی ہے، لہٰذا سنن کی روایات بمنزلۃ الناطق ہیں و الترجیح للناطق لاللساکت.

علامہ علی بن زکریا منبجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "أحادیثنا تقتضی النھی عن رفع الیدین، وما استدل به غیرنا من الأحادیث تقتضی الندب أو الإباحة، فکان ما ذھبنا إلیه أولی" (٢).

''جن احادیث سے ہم استدلال کرتے ہیں وہ رفع یدین کی ممانعت پر دلالت کرتی ہیں، دوسرے حضرات ان احادیث سے استدلال کرتے ہیں جو رفع یدین کی اباحت یا ندب پر دال ہیں (اور قاعدہ ہے کہ نہی اور اباحت میں تعارض ہو تو نہی کو ترجیح دی جاتی ہے) لہٰذا ترک رفع کی احادیث اصح ہوں گی''۔

وجوہات ترجیح

قرآن کریم میں ہے: ﴿وقوموا للہ قانتین﴾ قانتین کا ایک معنی "ساکتین" ہے یعنی "ساکنین" کہ نماز میں سکون اختیار کرو اور اطمینان کے ساتھ کھڑے رہا کرو اور رفع الیدین عند الرکوع وعند رفع الراس من الرکوع سکون کے خلاف ہے، لہٰذا بمقتضی آیت ترک کو ترجیح ہوگی۔

ابتداء اسلام میں نماز میں مختلف حرکات کی اجازت تھی مثلاً: چلنا پھرنا، سلام کا جواب دینا، مسبوق کے متعلق دوسرے نمازی سے پوچھنا وغیرہ، لیکن بعد میں یہ ساری حرکات منسوخ ہوگئیں، اسی طرح رفع یدین بھی حرکۃ من الحرکات ہے، ابتداء اسلام میں اس کی بھی اجازت تھی بعد میں اسے ترک کیا گیا۔

اثبات رفع یدین کے لئے احادیث فعلیہ آپ کے پاس ہیں اور ترک رفع کے لئے احادیث

---

(١) (نخبة الفکر: ٤٦، دار الحدیث، ملتان).

(٢) (اللباب فی الجمع بین السنة والکتاب، باب لا ترفع الأیدی عند الرکوع ولا بعد الرفع منه: ١/٢٥٨).

...ن کا آپس میں تعارض ہے۔اور "اسکنوا فی الصلوۃ" یہ قول نبوی ہے، اس کا کوئی معارض نہیں۔اس کا ... یہی ہے کہ نماز میں سکون ہو اور رفع یدین عندالرکوع وعند رفع الراس من الرکوع اس کے خلاف ... رفع یدین نہیں ہونا چاہیے۔

اکابرین صحابہ اور عشرہ مبشرہ یہ حضرات ترک رفع کے قائل تھے اور صف اول میں ہوتے تھے، بخلاف حضرت ... کے کہ وہ صغار صحابہ میں شمار ہوتے ہیں اور رفع یدین نقل کرتے ہیں۔لہٰذا اکابرین صحابہ کی روایات کو ترجیح دی ... گی اور ترک رفع اختیار کیا جائے گا۔

ترک رفع کی روایات کے رواۃ فقیہ ہیں، حاکم نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے: "إذا اجتمع ابن مسعود ... عمر واختلفا فابن مسعود أولى أن يتبع".

بسا اوقات دونوں طرف صحیح احادیث ہوتی ہیں لیکن جس طرف فقہاء کا عمل ہوتا ہے وہ جانب راجح قرار پاتی ... معرفۃ علوم الحدیث" میں کئی ایسی احادیث کو نقل کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث عمل فقہاء سے مؤید ہے، لہٰذا راجح ہے ... وجہ یہ ہے کہ "الفقهاء هم أعلم بمعاني الحديث"(۱).

اشکال: کہتے ہیں کہ امام شافعی واحمد بھی فقیہ ہیں اور رفع یدین کے قائل ہیں۔

جواب: آپ صرف حدیث پیش کریں گے کیونکہ آپ اپنے اصولوں (قرآن وحدیث) کے پابند ہیں، ... احمد تو ان دو میں داخل نہیں، نیز تقلید اسی کا نام ہے جس کا آپ ارتکاب کررہے ہیں۔اگرچہ تمام مسائل میں ... صرف اس مسئلے میں امام شافعی واحمد کے مقلد بن جائیں گے اور تقلید آپ کے ہاں شرک ہے۔

فائدہ: بسا اوقات فقیہ کسی ضعیف حدیث پر عمل کرتا ہے تو اس کا عمل کرنا خود اس حدیث کے صحیح ہونے کی ... ہے کیونکہ فقیہ کا کام عمل بتانا ہے کہ یہ حدیث معمول بہ ہے اور یہ غیر معمول بہ، جب کہ محدث کا کام الفاظ بتانا ... کبھی کبھار محدث بھی ضعیف حدیث پر عمل کرتا ہے تو فقیہ کا درجہ اس سے زیادہ ہے، اس لئے اس کو اس چیز کی ... بطریق اولیٰ ہوگی کہ وہ ضعیف حدیث کو معمول بہ بتائے۔

"كل حديث صحيح يعمل به" اگرچہ قاعدہ ہے لیکن "ليس كل حديث صحيح يعمل به" کی بھی ... مثالیں موجود ہیں۔جوتوں میں نماز پڑھنا صحیح حدیث سے ثابت ہے لیکن آپ بھی اسے مستحب قرار نہیں دیتے۔

☆......☆......☆......☆......☆

---

(۱) سنن الترمذي، كتاب الجنائز، باب ما جاء في غسل الميت: ۱۹۳/۱، سعيد).